چالیسواں کیا ہے؟

مؤلف

خادم دین اسلام

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سبز پاکستان" لاہور

ملنے کا پتا جامع مسجد نگینہ

977-A بلاک B-III محمد علی جوہر ٹاؤن لاہور

042-36880027-28,0300-4274936

التماس

کتاب کا مطالعہ کرنے سے پہلے یہ اور آخری صفحہ پڑھ لیں۔

ضیافتِ چالیسواں

موت میں ضیافت و دعوت ناجائز و ممنوع ہے۔ سوم ہو ہم و چہلم وغیرہ کا کھانا مساکین کو دیا جائے۔ برادری کو تقسیم یا برادری کو جمع کرکے کھلانا بے معنی ہے۔ اس میں اغنیاء کا کچھ حق نہیں۔ مساکین کو کھانا کھلانا' نیک نیت سے خیرات کرنا جس میں نہ محتاج پر احسان رکھا جائے نہ اُس کو تکلیف دی جائے' پرندوں کے لئے پانی رکھنا' دانہ ڈالنا' حتیٰ کے کتے کو روٹی دینا' مسکین کو کپڑا دینا' میلاد پڑھوانا' یہ سب اَجر و ثواب کی باتیں ہیں۔ اِن کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور وہ اِس سے ایسا خوش ہوتا ہے جیسے دنیا میں دوستوں کے تحفے ہدیئے سے خوش ہوتا ہے۔ ملائکہ اِن ثوابوں کو نور کے طبق پر رکھ کر میت کے پاس لے جاتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۴ ص ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۳)

(چالیسویں کے پروگرام کو) ''نبی کریم ﷺ کے میلاد و نیاز یا شہدائے کربلا و شہدائے اسلام کی نیت سے منعقد کرنا چاہئے۔ اِس طرح اِس موقع پر پکا ہوا کھانا اغنیاء کے لئے بھی جائز ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۴ ص ۲۱۷)

چھاپ سُنّی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	چالیسواں کیا ہے؟
مؤلف	:	منیر احمد یوسفی (ایم-اے)
		مدیر اعلیٰ ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور
کمپوزر و ڈیزائنر	:	محمد عثمان علی یوسفی حافظ محمد عظیم احمد یوسفی
کمپوزنگ	:	ابوبکر کمپوزنگ سینٹر 042-36880027-28
پروف ریڈنگ	:	مفتی علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی، علامہ محمد شفقت یوسفی، مفتی محمد آصف یوسفی۔
پہلی مرتبہ	:	۳۰۰۰ فروری ۲۰۰۷ء بمطابق محرم الحرام ۱۴۲۸ھ
دوسری مرتبہ	:	۲۲۰۰ اگست ۲۰۱۳ء بمطابق شوال المکرم ۱۴۳۴ھ
ہدیہ	:	۱۰۰ روپے
ناشرین	:	صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (ایم۔سی۔ایس)
		مفتی علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی
		صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com

ای-میل ایڈریس info@seedharastah.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۔	جملہ حقوق۔	۳
۲۔	فہرست مضامین۔	۴
۳۔	بفیضان نظر۔	۸
۴۔	انتساب۔	۹
۵۔	عرض ناشرین۔	۱۰
۶۔	پیش لفظ۔	۱۱
۷۔	چالیسواں کیا ہے؟	۱۴
۸۔	چالیس دنوں میں قرآن مجید پڑھنا۔	۱۵
۹۔	آسمان کے دو دروازے روتے ہیں۔	۱۵
۱۰۔	سجدہ کی جگہ روتی ہے۔	۱۶
۱۱۔	آسمان کے دروازوں اور زمین کا رونا۔	۱۶
۱۲۔	آسمان وزمین کا رونا۔	۱۷
۱۳۔	بندہ مومن کے مرنے پر زمین کا پکارنا اور رونا۔	۱۷
۱۴۔	زمین چالیس دن روتی ہے۔	۱۸
۱۵۔	آسمان اور زمین چالیس دن روتے ہیں۔	۱۸
۱۶۔	راستہ بدل کر گھر آنا۔	۱۹
۱۷۔	زمین وآسمان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم۔	۱۹
۱۸۔	چالیسواں حصہ۔	۲۰
۱۹۔	چالیس راتیں۔	۲۰
۲۰۔	چالیس برس۔	۲۲
۲۱۔	چالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت۔	۲۳
۲۲۔	چالیس سال کی عمر۔	۲۳
۲۳۔	چالیس سال پہلے کی تحریریں۔	۲۴

۲۴۔	چالیس چالیس دن کی منزلیں۔	۲۵
۲۵۔	چالیس برس کا فرق۔	۲۶
۲۶۔	چالیس احادیثِ مبارکہ حفظ کرنا۔	۲۷
۲۷۔	کتب اربعین۔	۲۸
۲۸۔	اربعین نبویہ۔	۲۸
۲۹۔	اربعین نووی۔	۲۸
۳۰۔	سلطنت مصطفی ﷺ۔	۲۹
۳۱۔	اربعین حنفیہ۔	۲۹
۳۲۔	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اعمال۔	۲۹
۳۳۔	فوت ہونے کے بعد صدقہ۔	۲۹
۳۴۔	(پھلوں والے) باغ کا صدقہ۔	۳۲
۳۵۔	دنوں کی قید پر فتویٰ نہیں۔	۳۵
۳۶۔	ربّ العالمین کی رحمت وشان۔	۳۶
۳۷۔	قسم توڑنے پر کفارہ۔	۳۷
۳۸۔	قسم تین قسم کی ہے۔	۳۸
۳۹۔	قسم لغو۔	۳۸
۴۰۔	قسم غموس۔	۳۸
۴۱۔	قسم منعقدہ۔	۳۸
۴۲۔	فدیہ مسکین کا کھانا۔	۳۹
۴۳۔	محرم چند مساکین کو کھانا کھلائے۔	۳۹
۴۴۔	شکار کے کفارے میں تین صورتیں ہیں۔	۴۰
۴۵۔	ظہار کرنے والے کو حکم۔	۴۰
۴۶۔	روزہ خور ساٹھ مساکین کو کھانا دے۔	۴۱
۴۷۔	کسی ایمان والے کے فوت ہونے کے بعد۔	۴۳
۴۸۔	مرنے کے بعد برادری کے اکٹھ کی مختلف نوعیتیں۔	۴۳

۴۹۔ فوت شدہ کی طرف سے کھانا کھلانا۔ ۴۴
۵۰۔ قل خوانی اور چالیسواں نفلی عبادات ہیں۔ ۴۴
۵۱۔ نفلی عبادات اور اعمال' فرضوں کے نقص کو دور کریں گے۔ ۴۴
۵۲۔ جواب دیجئے! ۴۵
۵۳۔ زبان سے حکمت کے چشمے پھوٹیں۔ ۴۷
۵۴۔ چالیس دن باجماعت نماز۔ ۴۷
۵۵۔ چالیس نمازیں مسجد نبوی شریف میں۔ ۴۷
۵۶۔ چالیس مؤمنین کی شفاعت سے بخشش۔ ۴۸
۵۷۔ چالیس دن' ماہ' سال انتظار۔ ۴۹
۵۸۔ چالیس اَبدال۔ ۴۹
۵۹۔ چالیس خلیل الرحمان۔ ۵۰
۶۰۔ چالیس افراد کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح۔ ۵۰
۶۱۔ چالیس افراد کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح۔ ۵۱
۶۲۔ چالیس اَبدال ملک شام میں۔ ۵۱
۶۳۔ چالیس مستجاب الدعوات افراد۔ ۵۲
۶۴۔ عدت اور سوگ۔ ۵۳
۶۵۔ عدت کے متعلق قرآن مجید کے احکامات۔ ۵۳
۶۶۔ عدت میں عورت کو گھر سے نہ نکالنے کا حکم۔ ۵۳
۶۷۔ جن کے شوہر مر جائیں اُن کی عدت۔ ۵۴
۶۸۔ وہ عورتیں جن کو حیض نہ آتا ہو اُن کی عدت۔ ۵۴
۶۹۔ کس عورت کی عدت نہیں۔ ۵۴
۷۰۔ عورت کی عدت کی قسمیں۔ ۵۵
۷۱۔ عدت والی عورت کہاں رہے؟ ۵۶
۷۲۔ نفاس والی مطلقہ یا بیوہ کی عدت۔ ۵۷
۷۳۔ سوگ۔ ۵۸

۷۴۔	مطلقہ عورت کا باہر نکلنا۔	۵۸
۷۵۔	بیوہ عورت کی عدت اور سوگ۔	۵۹
۷۶۔	بیوہ عورت کون کون سے کام نہ کرے؟	۵۹
۷۷۔	حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ۔	۶۰
۷۸۔	تطوع اور بدعت۔	۶۵
۷۹۔	تطوع کے معانی۔	۶۵
۸۰۔	ایک سائل کا اسلام کے بارے میں سوال اور تطوع۔	۶۵
۸۱۔	ایک واقعہ۔	۶۷
۸۲۔	چند انگریزی تراجم۔	۶۹
۸۳۔	تطوع اور بدعت۔	۷۳
۸۴۔	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ پر الہام ہوتا ہے۔	۷۶
۸۵۔	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے شیطان بھاگتا ہے۔	۷۷
۸۶۔	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دین۔	۷۷
۸۷۔	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا علم۔	۷۸
۸۸۔	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ حق بولتے ہیں۔	۷۹
۸۹۔	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق جاری ہوا۔	۷۹
۹۰۔	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بات سے دل کو سکون۔	۷۹
۹۱۔	حق امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوتا ہے۔	۷۹
۹۲۔	اگر کوئی نبی ہوتا؟	۸۰
۹۳۔	بدعت ضلالہ یا بدعت سیئہ۔	۸۲
۹۴۔	نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے کس چیز کو رد فرمایا ہے؟	۸۲
۹۵۔	(ہفت روزہ "الاسلام" شمارہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۹ء) میں لکھا ہے۔	۸۳
۹۶۔	کافر کے لئے ایصالِ ثواب نہیں۔	۸۶
۹۷۔	خلاصۂ کلام۔	۸۷

بفیضانِ نظر

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، نیّرِ اوجِ شرافت،
مصرِ محبت، زبدۃ العارفین، پیکرِ ایثار و وفا، عاشقِ رسول
فنافی الرسول، پروانۂ توحید و رسالت، امین علم لدنی، قطبِ جلی
نائب غوث الثقلین، منظورِ نظر داتا گنج بخش

حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

﴿نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی﴾

قدس سرہٗ العزیز

مرکز انوار و تجلیات
آستانہ عالیہ چیلے گوجراں شریف چک نمبر ۶۷ گ۔ب۔ تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس کتاب کو اُن اہل ایمان کے نام منسوب کرتا ہے جو اپنی زندگیاں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم غفور ورحیم احکم الحاکمین خیر الغافرین اور رسول کریم رؤف ورحیم رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین خاتم النبیین ﷺ اہل بیت عظام ؓ صحابہ کرام ؓ اور بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق بسر کرتے ہیں اور دعا و استغفار، ایصال ثواب اور ختم شریف کو دل کی گہرائیوں سے تسلیم کرتے ہیں۔

نیاز کیش
منیر احمد یوسفی عفی عنہ

عرضِ ناشرین

بندۂ ناچیز خلیل احمد یوسفی و برادرِ اکبر صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (ایم۔ سی۔ ایس) اور برادرِ اصغر صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی کے والدِ محترم پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حضرت قبلہ علامہ مولانا منیر احمد یوسفی (ایم۔ اے) مدظلہ العالی جنہوں نے اپنی زندگی کو دینِ اسلام کی خدمت اور انسانوں کو راہِ ہدایت دکھانے کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ آپ لوگوں کے دلوں میں حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی محبت کی شمع کو روشن کرنے کے لئے جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔

آپ نے ہم ایمان والوں کے لئے چالیسواں کیا ہے؟ کے موضوع پر مدلل اور خوبصورت کتاب لکھی ہے۔ اس پُرفتن دَور میں آپ کی تقاریر و تصانیف اور تالیفات عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی کے لئے زبردست انقلاب پیدا کر رہی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کا کروڑ کروڑ شکر ہے کہ اس نے اپنی رحمتِ بے کراں اور پیارے حبیب کریم رؤف و رحیم ﷺ کے صدقے اور بابا جی سرکار نگینہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کی نظرِ عنایت سے ہمارے والدِ محترم کو صحت کاملہ عطا فرمائی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ مجیب الدعوات سے دُعا ہے کہ وہ ہمارے والدِ گرامی کو عمرِ خضری عطا فرمائے اور ہمیں بھی اُن کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دینِ متین کی خدمت کرنے کی توفیقِ رفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

دُعاؤں کے طالب

بشیر احمد یوسفی

خلیل احمد یوسفی

ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

پیش لفظ

یہ دُنیا دارالعمل ہے اس میں جو عمل بھی کیا جائے گا روزِ محشر اُس کی جزا و سزا ملے گی۔ قرآن مجید میں فرمان باری تعالیٰ ہے کہ سب کے سب جو بھی آسمانوں میں ہیں اور جو بھی زمین میں ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ تخلیق کائنات کا مقصد محض اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت ہے۔ غور طلب بات ہے کہ جب زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تبارک وتعالیٰ کی تسبیح اور عبادت کرتی ہے' خواہ چرند و پرند ہوں، یا شجر و حجر اور نباتات تو پھر جن و انس کے لئے اللہ ﷻ نے الگ سے یہ کیوں فرمایا کہ ان کو میں نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے؟ جن و انس ہر دو مخلوق کو یہ شرف حاصل ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے سامنے دو واضح راستے رکھے ہیں ایک خیر کا راستہ اور دوسرا شر کا۔ پھر یہ بھی بتا دیا کہ خیر کے راستے پر چلنے سے کیا کیا ثمرات حاصل ہوں گے اور اگر شر کا راستہ اختیار کیا گیا تو اُس کے کیا نتائج بھگتنا ہوں گے؟ پھر اختیار دیا کہ جسے چاہو ان میں سے منتخب کر لو۔ یاد رہے کہ اس کی جواب طلبی بھی ہوگی۔ اب یہ جنوں اور انسانوں پر ہے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں یا نافرمانی۔ لہٰذا جنوں اور انسانوں کے لئے یہ لمحۂ فکریہ ہے کہ اس آزادی اور اختیار کو غلط استعمال نہ کریں۔

فرمانِ رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ ہے کہ اس دُنیا سے چلے جانے کے بعد انسان کو تین چیزیں نفع دیتی ہیں (۱)۔ عمل صالح اور صدقہ ہائے جاریہ جو انسان نے اپنی زندگی میں کئے ہوتے ہیں (۲)۔ نفع بخش علم' جو دوسروں کو اس نیت سے سکھایا گیا ہو کہ اس سے اُن کو دین و دُنیا کا فائدہ ہو اور (۳) نیک اور صالح اولاد' جو اُس کے مرنے کے بعد نیک اور اچھے کام کرے' اُس کے لئے ایصالِ ثواب اور صدقہ و خیرات وغیرہ کرتی رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ ایمان اپنے فوت شدگان کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی کرتے ہیں۔ قُل شریف' دسویں اور چالیسویں کا ختم

شریف دلاتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اِن اعمال کا ثواب فوت شدہ ایمان والوں کو پہنچتا ہے اور اگر خدانخواستہ فوت شدہ ایمان والے کسی تکلیف میں ہوں تو اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے نیک اعمال کے صدقے اُن کی تکلیف معاف فرمادیتا ہے۔

لیکن بعض لوگ کہتے ہیں پسماندگان کے کسی بھی نیک عمل کا ثواب فوت شدگان کو نہیں پہنچتا۔ بس جو کچھ اس نے اپنی زندگی میں کیا ہوتا ہے اُس کی سزاوجزاء اُس کو ملتی ہے۔ ایسے لوگوں کی بات میں بھی صداقت ہے کیونکہ منافقین وکفار اور مشرکین کو واقعی ثواب نہیں پہنچتا خواہ اُن کی اولاد جتنا چاہے صدقہ وخیرات کرے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے منافقین، مشرکین اور کفار کے لئے دُعائے مغفرت کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ دوسری طرف اہل ایمان کے لئے تو نیک اولاد کو صدقہ جاریہ قرار دیا گیا ہے جس کے اعمالِ صالح کا ثواب فوت شدہ والدین کو پہنچتا ہے۔

ایصالِ ثواب کے مخالف لوگ فوت شدگان کے ایصالِ ثواب کے لئے کئے گئے اعمال اور کاموں پر شرک وبدعت کا فتویٰ لگا دیتے ہیں اور اس بات کا قطعاً خیال نہیں رکھتے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے کہ نیک اولاد صدقۂ جاریہ ہے اُس کے تمام نیک اعمال کا ثواب فوت شدہ والدین کو پہنچتا ہے۔ خدا معلوم اِن حضرات کو ایصالِ ثواب کے مختلف طریقوں مثلاً قل شریف، دسویں اور چالیسویں کے ختم شریف سے کیوں اتنی ضد ہے؟ حالانکہ اِن تمام مواقع پر اہل ایمان کوئی کام خلاف اسلام نہیں کرتے بلکہ قرآن پاک کی تلاوت اور صدقہ وخیرات کرتے ہیں۔

اس پس منظر میں پیر طریقت قبلہ محترم حضرت علامہ منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ نے چالیسواں کیا ہے؟ کے عنوان سے زیرِ نظر کتاب تالیف فرمائی ہے۔ اس کتاب کو قرآن مجید واحادیث مبارکہ کے روشن حوالہ جات سے مزین کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں نہایت واضح اور آسان انداز میں اس بات کی وضاحت فرمائی گئی ہے کہ چالیسواں کے لفظ اور عمل سے خواہ مخواہ ضد رکھنے کا کوئی جواز نہیں اس لفظ اور عمل کو

انسان کی زندگی میں نہایت اہمیت اور عمل و دخل حاصل ہے۔ انسان پیدا ہونے سے قبل ماں کے پیٹ میں جو منازل طے کرتا ہے اُن کا دورانیہ بھی چالیس چالیس دنوں پر محیط ہوتا ہے یعنی پہلے چالیس دن پانی کی بوند، پھر چالیس دن خون کی پھٹک، پھر چالیس دن گوشت کی بوٹی وغیرہ اور پھر اَحادیث مبارکہ سے یہ بات بھی واضح ہے کہ کسی نیک انسان کے فوت ہونے پر آسمان اور زمین چالیس دن تک روتے ہیں۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے چالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت فرمایا۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ قرآن پاک کو چالیس دنوں میں مکمل پڑھ لیا کرو۔ تو اس طرح کے بیسیوں واقعات ہیں جن میں چالیس دنوں کا عمل و دخل ہے۔ اس لئے چالیسویں کا نام سن کر یا پڑھ کر فتویٰ بازی اور پریشانی مناسب نہیں۔

حضرت قبلہ علامہ صاحب نے اپنی زندگی کو دین اسلام کی تبلیغ و ترویج کے لئے وقف کر رکھا ہے وہ اپنی صحت کا خیال رکھے بغیر شب و روز ایسے مسائل و معاملات پر تحقیق کرتے رہتے ہیں جن سے کلمہ پڑھنے والے اہلِ ایمان کو رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ آپ کی ہر ممکن کوشش رہتی ہے کہ اہلِ ایمان صحیح معنوں میں اُسوۂ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے مطابق زندگی بسر کریں۔

زیرِ نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ قبلہ محترم کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے اور یہ کتاب کہ چالیسواں کیا ہے؟ اہلِ ایمان کے لئے نافع ثابت ہو۔ آمین! بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

نیاز آگین

رشید احمد جنجوعہ یوسفی عفی عنہ

چالیسواں کیا ہے؟

ہمارے مسلمان معاشرہ میں کسی مسلمان مرد یا عورت کے مرنے کے چالیس دن بعد ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی ہوتی ہے۔ بہن بھائی، رشتہ دار اور دوست اَحباب اکٹھے ہوتے ہیں۔ عورتیں علیحدہ ایک جگہ بیٹھ کر کلمہ طیبہ، دُرود شریف یا دیگر مقدس کلمات اور تسبیحات پڑھتی ہیں یا تلاوت قرآنِ مجید کرتی ہیں۔ اسی طرح مرد حضرات مردوں کے اکٹھ میں بھی پڑھتے ہیں۔ آخر میں کوئی نیک آدمی، حافظ صاحب، عالم دین شیخ طریقت بزرگ قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور محفل میں موجود شیخ طریقت، بزرگ یا عالم دین دُعا برائے ایصالِ ثواب اور دُعائے بخشش کرتے ہیں۔ چالیس دنوں کے بعد اس اہتمام کا نام چالیسواں رکھا جاتا ہے۔ دن کے تقرر کا مقصد اجتماع اور اجتماع میں اجتماعی دُعا ہوتا ہے۔ ویسے تو مسلمان لوگ اپنے فوت شدہ والدین، اَحباب اور دیگر ایمان والوں کے لئے روزانہ ہی دُعائیں کرتے ہیں مگر اجتماعی طور پر چالیسویں دن خصوصی اہتمام کے ساتھ دُعا کی جاتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے کسی بھی دن، کسی مرنے والے مومن یا مومنہ کے لئے دُعا کرنا منع نہیں فرمایا۔ اس موقع پر پھل تقسیم کئے جاتے ہیں۔ غریبوں اور مساکین کو کپڑے دیئے جاتے ہیں۔ مدارس کے غریب طلباء و طالبات، دُور سے آئے ہوئے رشتہ داروں کے لئے صاحب خانہ کے ہاں حسبِ استطاعت کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس کی غرض فوت شدہ عزیز، رشتہ دار، بھائی بہن یا ماں باپ کو ثواب پہنچانا ہوتا ہے۔ ویسے بھی تو ایسے موقعوں پر آئے ہوئے عزیزوں، دوستوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے مگر یہاں ایصالِ ثواب کی غرض سے اہتمام کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے مرنے والوں کو ثواب پہنچانے کے لئے پھل تقسیم کرتے تھے اور کنویں کھدواتے تھے۔

جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں اس کا ثبوت موجود ہے۔

چالیس دنوں میں قرآنِ مجید پڑھنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِقْرَأِ الْقُرْآنَ فِیْ اَرْبَعِیْنَ [۱] ''قرآنِ مجید چالیس دنوں میں پڑھا کرو''۔

ہر مسلمان کو چاہیے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے حکم پاک کے مطابق چالیس دنوں میں ایک مرتبہ پورا قرآنِ مجید سورۃ الفاتحہ شریف سے لے کر سورۃ الناس شریف تک پڑھ لیا کرے۔ جن ایمان والوں کا کوئی عزیز فوت ہوتا ہے، وہ لوگ اُس کے مرنے کے بعد قرآنِ مجید پڑھتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ چالیس دنوں میں قرآنِ مجید ختم کر لیتے ہیں اور اس پڑھائی کا ثواب اپنے فوت شدہ ایمان والے عزیز کو چالیسویں کے موقع پر بخش دیتے ہیں اور اس کا ثواب (یعنی معلوم ہوا، چونکہ، چنانچہ، گویا، ورنہ، حروف لگائے بغیر) اُس کو پہنچتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت واضح ہے کہ یہ ثواب صرف اہلِ ایمان کے لئے ہے۔ منافقین، مشرکین اور کفار کے لئے نہیں ہے۔

مومن تو اتنا خوش نصیب ہے کہ جس کے فوت ہونے کا تو زمین و آسمان کو بھی دُکھ ہوتا ہے اور وہ ایمان والے مرد یا عورت کی محبت میں روتے ہیں اور یہ سلسلہ چالیس دن تک جاری رہتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

آسمان کے دو دروازے روتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ اِنْسَانٍ اِلَّا لَهٗ بَابَانِ فِی السَّمَآءِ بَابٌ یَّصْعَدُ عَمَلُهٗ فِیْهِ وَبَابٌ یَّنْزِلُ مِنْهُ رِزْقُهٗ فَاِذَا مَاتَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ بَکَیَا عَلَیْهِ [۲] ''ہر انسان کے واسطے آسمان کے دو دروازے ہوتے ہیں، ایک دروازے سے اس کے نیک اعمال اُوپر جاتے ہیں اور دوسرے دروازے سے اُس کی روزی نازل

۱۔ ترمذی جلد ۲ ص ۱۲۳، کنز العمال حدیث نمبر ۲۷۷۳۔ ۲۔ شرح الصدور ص ۱۰۱ (عربی)۔

ہوتی ہے۔ پس جب وہ بندۂ مؤمن مرتا ہے تو یہ دونوں دروازے اُس پر روتے ہیں“۔

سجدے کی جگہ روتی ہے:

حضرت عطا خراسانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے فرماتے ہیں: مَا مِنْ عَبْدٍ یَسْجُدُ لِلّٰہِ سَجْدَۃً فِیْ بُقْعَۃٍ مِنْ بِقَاعِ الْاَرْضِ اِلَّا شَھِدَتْ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ، وَبَکَتْ عَلَیْہِ یَوْمَ یَمُوْتُ [۳] ”مؤمن نے زمین کے جس جس حصہ پر سجدہ کیا ہوتا ہے وہ کل قیامت کے دن اُس کے حق میں گواہی دے گا اور (یہ حصے) اُس کے مرنے پر روتے ہیں“۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے فرماتے ہیں: اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا مَاتَ بَکٰی عَلَیْہِ مُصَلَّاہُ مِنَ الْاَرْضِ وَیَصْعَدُ عَمَلُہٗ مِنَ السَّمَآءِ ثُمَّ تَلَا (فَمَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ) [۴] ”بے شک جب ایمان والا (مرد یا عورت) فوت ہوتے ہیں تو زمین پر جہاں وہ نماز پڑھتا تھا وہ جگہ روتی ہے اور آسمان جس سے اس کے اعمال اُوپر جاتے ہیں (وہ بھی روتا ہے)۔ پھر آپ نے یہ کلمات تلاوت کئے پس اُن کے مرنے پر نہ آسمان روئے اور نہ زمین۔

آسمان کے دروازوں اور زمین کا رونا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کسی نے اُن سے سوال کیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ارشادِ مبارک فَمَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ [۵] کے کیا معنی ہیں؟ اور پوچھا: ھَلْ تَبْکِی السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ عَلٰی اَحَدٍ؟ ”کیا آسمان اور زمین کسی پر روتے ہیں؟“ فرمایا: ہاں! اَنَّہٗ لَیْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ اِلَّا لَہٗ بَابٌ فِی السَّمَآءِ یَنْزِلُ رِزْقُہٗ مِنْہُ، وَفِیْہِ یَصْعَدُ عَمَلُہٗ فَاِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ، فَاُغْلِقَ بَابُہٗ مِنَ السَّمَآءِ الَّذِیْ کَانَ یَصْعَدُ عَمَلُہٗ فِیْہِ، وَیَنْزِلُ رِزْقُہٗ، فَقَدْ بَکٰی

[۳] شرح الصدور ص ۱۰۲۔ [۴] شرح الصدور ص ۱۰۲۔ [۵] الدخان: ۲۹۔

عَلَيْهِ، وَاِذَا فَقَدَهُ مُصَلَّاهُ مِنَ الْاَرْضِ، الَّذِیْ كَانَ يُصَلِّیْ فِيْهِ، وَيَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا بَكَتْ عَلَيْهِ، وَاِنَّ قَوْمَ فِرْعَوْنَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ آثَارٌ صَالِحَةٌ وَلَمْ يَكُنْ يَصْعَدُ اِلَی اللّٰهِ مِنْهُمْ خَيْرٌ، فَلَمْ تَبْكِ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ ۶

''جتنی مخلوق ہے سب کے لئے آسمان میں دروازہ ہے جس سے اُس کا رزق اُترتا ہے اور اُس کے نیک اعمال آسمان پر چڑھتے ہیں۔ جب بندۂ مومن یا مومنہ (عورت) مرتے ہیں، اُس کا وہ دروازہ بند ہو جاتا ہے جس سے اُس کا نیک عمل آسمان کی طرف چڑھتا ہے اور رزق اُترتا ہے اور یہ دروازہ اُس پر روتا ہے اور وہ زمین جس پر وہ نماز پڑھا کرتا تھا اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا ذکر کرتا تھا، وہ مومن کے مرنے پر روتی ہے۔ فرعون کی قوم کے زمین پر اعمال اچھے نہیں تھے اور نہ ایسے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بارگاہِ اقدس میں (قبولیت کے لئے) پیش ہوں تو آسمان اور زمین (اور اُن کے دروازے) اُن پر نہیں روئے''۔

آسمان وزمین کا رونا:

حضرت محمد بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے فرماتے ہیں: بَلَغَنِیْ اَنَّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ يَبْكِيَانِ عَلَی الْمُؤْمِنِ تَقُوْلُ السَّمَاءُ: مَا زَالَ يَصْعَدُ اِلَیَّ مِنْهُ خَيْرٌ، وَتَقُوْلُ الْاَرْضُ مَازَالَ يَفْعَلُ عَلَیَّ خَيْرًا ۷

''مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جب آسمان اور زمین مومن کے مرنے پر روتے ہیں تو آسمان کہتا ہے کہ اس بندہ سے میری طرف ہمیشہ نیک عمل آتا تھا اور زمین کہتی ہے یہ ہمیشہ مجھ پر نیک عمل کرتا تھا''۔

بندۂ مومن کے مرنے پر زمین کا پکارنا اور رونا:

حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِذَا مَاتَ تَنَادَتْ بِقَاعُ الْاَرْضِ: مَاتَ

۶ شرح الصدور ص ۱۰۲۔ ۷ شرح الصدور ص ۱۰۳۔

عَبْدُاللّٰهِ الْمُؤْمِنُ فَتَبْكِيْ عَلَيْهِ الْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ فَيَقُوْلُ الرَّحْمٰنُ: مَا يُبْكِيْكُمَا عَلٰى عَبْدِيْ؟ فَيَقُوْلَانِ: رَبَّنَا لَمْ يَمْشِ فِيْ نَاحِيَةٍ مِنْهَا قَطُّ اِلَّا وَهُوَ يَذْكُرُكَ ۸

''جب بندہ مومن فوت ہوتا ہے تو زمین پکار کر کہتی ہے کہ اللہ (جل جلالہ) کا فلاں بندہ فوت ہو گیا۔ پھر زمین اور آسمان اُس پر روتے ہیں۔ پھر اللہ (عزوجل) پوچھتا ہے تم دونوں کس لئے میرے بندے پر روتے ہو؟ تو وہ دونوں (اللہ عزوجل سے) عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رب (کریم) جس جگہ سے اس بندے کا گزر ہوتا تھا وہ تجھے یاد کرتا تھا (تیرا ذکر کرتا تھا)''۔

زمین چالیس دن روتی ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں:-

اِنَّ الْاَرْضَ لَتَبْكِيْ عَلَى الْمُؤْمِنِ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا ۹

''بے شک زمین، مومن پر چالیس دن تک روتی ہے''۔

اسی طرح حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے فرماتے ہیں: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَمُوْتُ اِلَّا تَبْكِيْ عَلَيْهِ الْاَرْضُ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا ۱۰ ''کوئی مومن نہیں فوت ہوتا ہے مگر اس کی وفات پر زمین چالیس دن روتی ہے''۔

آسمان اور زمین چالیس دن روتے ہیں:

حضرت امام ابن جریر علیہ الرحمہ تفسیر طبری میں لکھتے ہیں:

وَقِيْلَ! اِنَّمَا قِيْلَ (فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ) لِاَنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا مَاتَ بَكَتْ عَلَيْهِ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا ۱۱ ''اس آیتِ پاک کے ذکر میں کہ اُن (فرعونیوں کے ڈوبنے) پر نہ آسمان روئے اور نہ زمین، کہا گیا کہ ''جب بندہ مومن فوت ہو جاتا ہے تو آسمان اور

۸ شرح الصدور ص ۱۰۲۔ ۹ شرح الصدور ص ۱۰۲' ابن جریر جلد ۱۱ ص ۲۳۸۔ ۱۰ شرح الصدور ص ۱۰۲' ابن جریر جلد ۱۱ ص ۲۳۸۔ ۱۱ ابن جریر جلد ۱۱ ص ۲۳۷۔

زمین اُس پر چالیس دن روتے ہیں"۔

راستہ بدل کر گھر آنا:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: کَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا كَانَ يَوْمَ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ ؎۱ "نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ عید کے روز (عید کی نماز کے بعد) راستہ تبدیل فرماتے تھے"۔

مسئلہ: جس راستے سے عیدگاہ جائیں واپسی میں دوسرے راستے سے آنا مستحب ہے۔ جمہور آئمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ یہی فرماتے ہیں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم نے آئمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایسا کرنا مستحب ہے۔ راستہ تبدیل کرنے کی حکمت یہ ہے دونوں راستے نمازی کے گواہ بن جاتے ہیں اور دونوں راستوں میں رہنے والے جن اور انسان اُس کے لئے گواہی دیتے ہیں۔

زمین کو ادراک اور علم عطائے رب ذوالجلال والاکرام ہے۔ زمین بندوں کو پہچانتی ہے۔ نیک وبد کے فرق کو سمجھتی ہے۔ قبر کی زمین مومن اور کافر کا فرق اور سلوک میں امتیاز کی سمجھ رکھتی ہے۔

زمین وآسمان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم:

اللہ تبارک وتعالیٰ کی تمام مخلوقات میں سے انسانوں اور جنوں میں بعض ایسے ہیں جو رب کائنات کے احکام سے غافل ہیں ورنہ تمام مخلوقات اللہ تبارک وتعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہیں اور اُس کے احکامات کے تابع ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بات سمجھتی اور سنتی ہیں۔

جب حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے آسمان سے چالیس شب وروز مینہ برستا رہا اور زمین سے پانی اُبلتا رہا یہاں تک کہ

؎۱ بخاری جلد ۱ ص ۱۳۳، ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۷۶، کنزالعمال حدیث نمبر ۱۸۱۰۶، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۴۳۴، مرقاۃ جلد ۳ ص ۲۸۷، دارمی جلد ۱ ص ۳۷۰، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۰۱۔

تمام پہاڑ غرق ہو گئے اور طوفان اپنی نہایت کو پہنچ گیا اور کفار غرق ہو گئے سوائے اُن لوگوں کے جو حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار تھے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین و آسمان کو:

وَقِيلَ يَٰٓأَرْضُ ٱبْلَعِى مَآءَكِ وَيَٰسَمَآءُ أَقْلِعِى... ۱۳

"اور حکم فرمایا کہ یا زمین اپنا پانی نگل لے اور یا آسمان تھم جا"۔ جونہی زمین و آسمان نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم سنا تو زمین نے پانی اُگلنا بند کر دیا اور آسمان نے پانی برسانا چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ پانی خشک کر دیا گیا اور کام تمام ہوا۔

بات عرض کرنے کا مقصد ہے کہ زمین و آسمان کو اوراک ہے وہ مومن کے مرنے کے بعد اس کی محبت میں چالیس دن تک روتے رہتے ہیں۔ یہ انسانوں میں کچھ ایسے ہیں جو چالیس یا چالیسویں سے پریشان ہوتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ آمین!

لفظ **چالیس** کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کی طرف سے کسی قسم کی نفرت اور ناراضگی کا اظہار نہیں کیا گیا۔

چالیسواں حصہ:

اسلام میں نماز کے بعد ایک اور بہت بڑی عبادت ہے، جو ربّ کائنات جل جلالہٗ نے مال دار ایمان والوں پر فرض کی ہے، جسے زکوٰۃ کہتے ہیں۔ کسی بھی علم والے سے پوچھ کر دیکھ لیں کہ زکوٰۃ کس حساب سے دی جاتی ہے تو ہر علم والا باشعور صاحب ایمان کہے گا، اڑھائی فیصد یعنی سو روپے پر اڑھائی روپے یا سو روپے کا **چالیسواں** حصہ۔ تو کیا لفظ **چالیسواں** کی وجہ سے زکوٰۃ سے بھی نفرت کرنی چاہیے جب کہ یہ حصہ خود خالق کائنات جل سبحانہ اور رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے مقرر فرمایا ہے۔

چالیس راتیں:

قرآن مجید میں ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا

---

۱۳ ھود:۴۴۔

ذکر کرتے ہوئے فرمایا: وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰۤى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً... ۱۴

''اور جب ہم نے وعدہ دیا موسیٰ (علیہ السلام) کو چالیس رات کا''۔

یہ وعدہ اُس وقت ہوا جب فرعون کے غرق ہونے کے بعد بنی اسرائیل بقول بعض مصر میں واپس آکر رہنے لگے یا بقول بعض کسی اور مقام پر ٹھہر گئے تو حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے قوم بنی اسرائیل نے عرض کیا کہ اب ہم بالکل مطمئن ہوگئے ہیں اگر کوئی شریعت ہمارے لئے مقرر ہو تو اس کو اپنا دستور العمل بنائیں تو حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے عرض کرنے پر رب ذوالجلال والاکرام نے وعدہ فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام! آپ کوہ طور پر آیئے اور ایک ماہ ہماری عبادت میں مصروف رہیے پھر ہم آپ کو ایک کتاب عطا فرمائیں گے۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور ربّ کائنات نے آپ کو تورات شریف عطا فرمائی مگر دس روز مزید عبادت میں مشغول رہنے کا حکم فرمایا گیا۔ بعض روایات میں ہے حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام تیس روزے رکھ چکے تھے۔ بارگاہِ الٰہی میں تورات شریف سننے کے لئے حاضر ہونے لگے تو اس خیال سے کہ میں نے بہت روز سے مسواک نہیں کی تو مسواک کرلی۔ حکم الٰہی آیا کہ آپ نے اپنے منہ سے وہ خوشبو دور کردی جو ہمیں مشک سے زیادہ پیاری تھی، لہٰذا دس روزے اور رکھیں تاکہ آپ کے منہ میں پھر وہی خوشبو پیدا ہو۔ یہ دونوں مدتیں مل کر چالیس بنیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو روزے دار کے منہ کی رائحہ (بو جو بھوک کی وجہ سے معدہ کی تبخیر سے پیدا ہوتی ہے) پسند ہے۔

تفسیر مظہری شریف میں ہے: ''مفسرین کہتے ہیں کہ جن چالیس راتوں کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا' ان میں سے تیس راتیں تو ذیقعدہ کی تھیں اور دس ذی الحجہ کی۔ انہی چالیس راتوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ الاعراف میں اس طرح بیان فرمایا ہے: وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ..... ۱۵ ''اور ہم

۱۴ البقرۃ:۵۱۔ ۱۵ سورۃ الاعراف:۱۴۲۔

نے موسیٰ (علیہ السلام) سے تیس رات کا وعدہ فرمایا اور اُن میں دس اور بڑھا کر پوری کیں تو اُس کے رَبّ (کریم) کا وعدہ پوری چالیس رات کا ہوا"۔

چالیس برس:

جب حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم! اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی اُن نعمتوں کو یاد کرو جو اُس نے تم پر کیں اور تم میں سے انبیاء کرام علیہم السلام کیے اور تمہیں بادشاہ کیا اور تمہیں وہ دیا جو سارے جہان میں کسی کو نہ دیا۔ اے میری قوم! اس پاک زمین (یعنی ملک شام) میں داخل ہو۔ جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے تمہارے لئے لکھی ہے اور پیچھے نہ پلٹو کہ نقصان اُٹھاؤ گے۔ تو لوگ کہنے لگے اے حضرت موسیٰ علیہ السلام اس میں تو بڑے زبردست لوگ رہتے ہیں اور ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہوں گے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں۔ ہاں اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم وہاں جائیں گے۔ اُن میں دو آدمی اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے ڈرنے والوں میں سے تھے۔ اُنہیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے نوازا۔ (یہ حضرت قالب بن یوقنا اور حضرت یوشع بن نون بن فراثیم بن یوسف علیہ السلام تھے) کہنے لگے تم دروازے سے داخل ہو جاؤ۔ اگر تم دروازے میں داخل ہو گئے تو تمہارا ہی غلبہ ہے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) پر بھروسہ کرو اگر تمہارا ایمان ہے۔ اُن لوگوں نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے پھر کہہ دیا ہم تو اس وقت تک بستی میں داخل نہ ہوں گے جب تک وہ وہاں ہیں۔ تو آپ جائیں اور آپ کا رب (کریم) تم دونوں لڑو، ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ (حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام) نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے عرض کیا اے میرے رَبّ (کریم) مجھے اختیار نہیں مگر اپنا اور اپنے بھائی کا تو ہم کو بے حکموں سے جدا رکھ۔ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ.... [۱۶] "فرمایا تو وہ زمین اُن پر حرام ہے۔ چالیس برس تک زمین میں بھٹکتے پھریں"۔ اُس جنگل کا نام تیہہ ہے۔ اس جنگل میں چھ لاکھ بنی اسرائیل اس طرح قید ہوئے کہ دن بھر چلتے مگر شام کو وہاں ہی

[۱۶] المائدۃ: ۲۶۔

ہوتے۔ یہ ایک حیران کن معجزہ تھا۔ یہاں ہی اُن لوگوں پر منّ وسلویٰ اُتارا گیا۔ اسی میدان میں حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی پھر حضرت سیدنا یوشع بن نون علیہ السلام کو تاجِ نبوت سے نوازا اور چالیس سال لوگوں کی قید کے بعد آپ نے بنی اسرائیل کے ساتھ قوم جبارین پر جہاد کیا اور شام فتح فرمایا۔

چالیس سال کی عمر میں اعلانِ نبوت:

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے چالیس سال کی عمر مبارک میں اعلانِ نبوت فرمایا یقیناً جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اعلانِ نبوت فرمایا تو آپ ﷺ عمر مبارک کے چالیسویں سال میں تھے۔ چالیس کے بارے میں اور احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

چالیس سال کی عمر:

سورۃ الاحقاف میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے: ”اور ہم نے انسان کو حکم فرمایا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے۔ اُس کی ماں نے اُسے پیٹ میں تکلیف سے رکھا اور تکلیف سے جنا اور اُسے اُٹھائے پھرنا اور اُس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے“۔ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۙ ”یہاں تک جب اپنے زور کو پہنچا اور چالیس برس کا ہوا“۔ تو عرض کیا۔ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚؕ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ [1] ”اے میرے رب (کریم) میرے دل میں ڈال کہ میں تیری رحمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے اور میرے لئے میری اولاد میں اصلاح رکھ۔ میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں“۔

یہ آیتِ مبارکہ خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں

---

[1] الاحقاف: ۱۵۔

نازل ہوئی۔ آپ دو برس کچھ ماہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عمر میں چھوٹے تھے۔ اٹھارہ برس کی عمر میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ہمراہ تجارت کے لئے شام کی طرف گئے۔ راستہ میں ایک منزل پر قیام کیا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ بیری کے درخت کے نیچے فروکش ہوئے، وہاں قریب ہی ایک راہب تھا۔ خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُس کے پاس گئے اُس (راہب) نے پوچھا یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت محمد بن عبداللہ (ﷺ) ہیں۔ راہب بولا یہ سچے نبی (ﷺ) ہیں۔ کیونکہ اس بیری کے سایہ میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آج تک کوئی نہیں بیٹھا، یہی نبی آخر الزماں ﷺ ہیں۔ راہب کی یہ بات خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں اُتر گئی اور آپ رضی اللہ عنہ دل سے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پر ایمان لے آئے اور سایہ کی طرح نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ رہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اعلانِ نبوت کے وقت خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر کچھ ماہ کم اڑتیس سال تھی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ چالیس سال کو پہنچے تو آپ ﷺ نے وہ دعا کی جس کا محولہ بالا آیتِ مقدس میں ذکر ہے۔ (خزائن العرفان از حضرت مفتی اعظم مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ)

چالیس سال پہلے کی تحریریں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اِحْتَجَّ آدَمُ وَ مُوْسٰی عِنْدَ رَبِّهِمَا** ''حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے نزدیک مناظرہ کیا''۔ تو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کہ آپ حضرت سیدنا آدم (علیہ السلام) ہیں جن کو اللہ (جل جلالہ) نے اپنے دستِ مبارک سے تخلیق فرمایا اور آپ میں اپنی روح پھونکی اور اللہ (عزوجل) نے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کروایا۔ آپ کو جنت میں رکھا۔ آپ ہمارے باپ ہیں۔ پھر آپ نے اپنی لغزش کی وجہ سے لوگوں کو نیچے اُتار دیا۔ آپ نے ہم

کو محروم کیا اور جنت سے نکلوایا۔ (حضرت سیدنا) آدم (علیہ السلام) نے فرمایا اے (حضرت سیدنا) موسیٰ (علیہ السلام) آپ وہ ہیں جنہیں اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے رسالت اور ہم کلامی سے برگزیدہ فرمایا اور آپ کو تورات کی تختیاں عطا فرمائیں۔ فَبِكَمْ وَجَدْتَ اللّٰهَ كَتَبَ التَّوْرَاةَ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ قَالَ مُوْسٰى بِاَرْبَعِيْنَ عَامًا "آپ نے میری پیدائش سے کتنے سال پہلے پایا کہ رب کائنات نے اس کو لکھ دیا تھا تو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا چالیس سال پہلے" تو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے فرمایا کیا آپ نے تورات شریف میں یہ بھی لکھا دیکھا کہ (حضرت سیدنا) آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب کی فرمانبرداری سے لغزش کی تو کامیاب نہ ہوئے، فرمایا ہاں! تو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے فرمایا: اَفَتَلُوْمُنِيْ عَلٰى اَنْ عَمِلْتُ عَمَلًا كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ اَنْ اَعْمَلَهُ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَنِيْ بِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى ؂۱۸ "کیا آپ اس لغزش پر ملامت فرماتے ہیں کہ جس کو کر لینا میرے مقدر میں میری پیدائش سے چالیس سال پہلے لکھا جا چکا تھا؟ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب رہے"۔

چالیس چالیس دن کی منزلیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہمیں سچے و مصدوق نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے خبر دی کہ اِنَّ خَلْقَ اَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكًا بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ عَمَلَهٗ وَاَجَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَوَالَّذِيْ لَآ اِلٰهَ غَيْرُهٗ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى

؂۱۸ مشکوٰۃ ص ۱۹، بخاری جلد ۱ ص ۴۸۲، مسلم جلد ۲ ص ۳۳۵، ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۹۸، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۶۸۔۲۶۵، ابن ماجہ ص ۸۰، شرح السنۃ جلد ۱ ص ۱۳۰، مرآۃ جلد ۱ ص ۹۰، در منثور جلد ۱ ص ۱۳۲۔

مَایَکُوْنَ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَھَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ فَیَدْخُلُھَا وَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ حَتّٰی مَایَکُوْنَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَھَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَیَدْخُلُھَا [۱۹] ''تم میں سے ہر ایک کا مادۂ پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس دن نطفہ رہتا ہے، پھر اُسی قدر (یعنی چالیس دن) خون کی پھٹک، پھر اُسی قدر (یعنی چالیس دن) لوتھڑا، پھر اللہ (ﷻ) ایک فرشتہ کو چار باتیں بتا کر بھیجتا ہے تو فرشتہ اُس کے کام، اُس کی موت، اُس کا رزق اور بدبخت یا نیک بخت ہے، سب کچھ لکھ دیتا ہے۔ پھر اُس میں روح پھونکی جاتی ہے تو اُس کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تم میں بعض جنتیوں کے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اُس میں اور جنت میں صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اچانک نوشتہ تقدیر اُس کے سامنے آتا ہے اور دوزخیوں کے سے کام کر لیتا ہے پھر وہاں ہی پہنچتا ہے اور تم میں بعض دوزخیوں کے سے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ اُس میں اور دوزخ میں صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اُس کا نوشتہ سامنے آتا ہے اور جنتیوں کے سے کام کرتا ہے پھر اُس میں داخل ہو جاتا ہے''۔

چالیس برس کا فرق:

حضرت ابراہیم بن یزید تیمی علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں' میں سدہ میں اپنے والدِ گرامی علیہ الرحمہ کو قرآن مجید سنایا کرتا۔ جب میں سجدہ کی آیت پاک پڑھتا تو وہ سجدہ کرتے۔ میں نے اُن سے عرض کیا' اے میرے والدِ محترم! آپ راستے میں سجدہ کرتے ہیں' اُنہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ فرماتے تھے' میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے پوچھا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ مَسْجِدٍ وُّضِعَ فِی الْاَرْضِ اَوَّلُ؟ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ

[۱۹] بخاری جلد ۱ ص ۴۵۶' جلد ۲ ص ۱۱۱۰' مسلم جلد ۲ ص ۳۳۲' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۰۹۳' ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۰۰' مشکوٰۃ ص ۲۰' مرآۃ جلد ۱ ص ۹۳۔

اَیُّ؟ قَالَ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی قُلْتُ کَمْ بَیْنَهُمَا عَامًا ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) زمین میں سب سے پہلے کون سی مسجد بنی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد حرام۔ میں نے عرض کیا پھر کون سی مسجد بنی؟ فرمایا: مسجد اقصیٰ۔ میں نے پوچھا ان دونوں میں کتنے برس کا فرق ہے، فرمایا: اَرْبَعُوْنَ عَامًا ''چالیس سال کا''۔ ثُمَّ الْاَرْضُ لَکَ مَسْجِدٌ فَحَیْثُ مَا اَدْرَکَتْکَ الصَّلٰوۃُ فَصَلِّ ۲۰

''پھر ساری زمین تیرے لئے مسجد ہے۔ جہاں نماز کا وقت آئے نماز پڑھ لے''۔ (جب نماز درست ہے تو سجدہ بھی درست ہے)۔

چالیس اَحادیث مبارکہ حفظ کرنا:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سوال کیا گیا، اُس علم کی حد کیا ہے، جہاں انسان پہنچے تو فقیہ بن جاتا ہے؟ تو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا فِیْ اَمْرِ دِیْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِیْهًا وَکُنْتُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ شَافِعًا وَّشَهِیْدًا ۲۱ ''میری اُمت پر احکام دین کی چالیس اَحادیث مبارکہ جو حفظ کرے اللہ (عزوجل) اُسے قیامت کے دن فقیہ اُٹھائے گا اور قیامت کے دن میں اُس کا شفیع اور گواہ ہوں گا''۔ البدایۃ والنہایۃ میں ہے۔ ''وہ قیامت کے دن عالموں میں اُٹھایا جائے گا''۔

کئی محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے چالیس اَحادیث مبارکہ کو جمع کیا ہے:۔

جُمِعَ الْاَحَادِیْثُ الْاَرْبَعِیْنَ فِیْ اَبْوَابِ عُلُوْمِ الدِّیْنِ
تَرْجَمَةُ الْاَحَادِیْثِ الْاَرْبَعِیْنَ فِیْ نَصِیْحَةِ الْمُلُوْکِ وَالسَّلَاطِیْنِ

''علوم الدین میں چالیس اَحادیث مبارکہ جمع کی گئی ہیں جن میں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے بادشاہوں کو ہدایات کی ہیں اور ترجمۃ الاحادیث الاربعین میں ان

---

۲۰ مشکوٰۃ ص ۳۰۶ ' تلخیص الحبیر جلد ۳ ص ۹۳ ' کنز العمال حدیث نمبر ۲۹۱۸۲ ـ ۲۸۸۱۷ ـ ۲۱ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۵۸ ' مرقاۃ جلد ۱ ص ۴۷۰ ' البیہقی فی شعب الایمان جلد ۲ ص ۲۷۰ ' مرآۃ جلد ۱ ص ۲۲۰ ـ

اَحادیثِ مبارکہ کا فارسی ترجمہ شاہانِ جہاں کے لئے کیا گیا ہے‘‘۔

کتبِ اربعین:

چنانچہ سید الانبیاء ﷺ کے اِس ارشادِ گرامی پر عمل کرتے ہوئے متقدمین ومتاخرین علماء نے چالیس چالیس اَحادیثِ مبارکہ کو جمع کیا اور یوں اربعین کے کئی مجموعے تیار ہوگئے۔

اربعین کے چند معروف مصنفین کے اَسماءِ گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک‘ حضرت محمد بن اسلم طوسی‘ حضرت حسن بن سفیان نسائی‘ حضرت ابوبکر آجری‘ حضرت یحییٰ بن شرف نووی‘ حضرت ابوبکر محمد بن ابراہیم اصفہانی‘ حضرت علی بن عمر دار قطنی‘ حضرت ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری‘ حضرت ابونعیم احمد بن عبداللہ‘ حضرت ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی‘ حضرت ابوسعید احمد بن محمد مالینی‘ حضرت ابوعثمان اسماعیل بن عبدالرحمٰن صابونی نیشاپوری‘ حضرت عبداللہ بن محمد اَنصاری ابوبکر بیہقی‘ حضرت ابنِ حجر عسقلانی رحمہم اللہ تعالیٰ (تفصیل کے لئے دیکھئے کشف الظنون جلد اول ص۵۲ تا ۶۱)۔

اَربعینِ نبویہ:

شیخ الحدیث والفقہ حضرت علامہ محمد شریف صاحب کوٹلی شریف رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ کتاب اُن چالیس اَحادیثِ مبارکہ پر مشتمل ہے جن میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے فضائل ومناقب بیان کئے گئے ہیں۔

اَربعینِ نووی:

یہ حضرت امام محی الدین ابوزکریا نووی علیہ الرحمہ کی کتاب کا نام ہے۔ اس میں اُنہوں نے چالیس اَحادیثِ مبارکہ جمع کی ہیں۔ مذکورہ بالا تمام مصنفین نے اپنی اپنی کتب میں بعض نے اُصولِ دین سے متعلق چالیس اَحادیثِ مبارکہ جمع کی ہیں‘ کسی نے فروع کے بارے میں‘ کسی نے جہاد سے متعلق‘ کسی نے زہد کے موضوع پر‘

بعض نے آداب اور کچھ نے خطبات کے بارے میں اَحادیثِ مبارکہ اکٹھی کی ہیں۔ ان تمام کا مقصد اچھا تھا لیکن علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایسا مجموعہ مرتب کیا جو ان تمام اُمور پر مشتمل ہے اور ان میں سے ہر حدیث دینِ اسلام کی عظیم بنیاد ہے۔ ان اَحادیثِ مبارکہ کو کچھ علماء نے اسلام کی بنیاد قرار دیا۔ کسی نے نصف دین اور کسی نے دین کا تہائی قرار دیا ہے۔ پھر حضرت علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی التزام کیا کہ اس مجموعہ میں صحیح اَحادیثِ مبارکہ بالخصوص صحیح بخاری و مسلم کی روایات جمع کی ہیں"۔

سلطنتِ مصطفیٰ ﷺ:

سلطنت مصطفیٰ ﷺ میں حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمہ نے چالیس اَحادیثِ مبارکہ جمع کی ہیں۔

اَربعینِ حنفیہ:

اس کتاب میں فقیہِ اعظم علامہ ابو یوسف محمد شریف نقشبندی کوٹلوی علیہ الرحمہ نے نماز کے بارے میں چالیس اَحادیثِ مبارکہ باحوالہ لکھی ہیں اور نماز کے متعلق اختلافی مسائل میں نہایت مبسوط بحث کی گئی ہے۔ ہر کلمہ گو کو اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

چالیسویں سے پریشان ہونا اور لفظ چالیسویں یا چالیس یا چالیسواں سے نفرت کرنا درست نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فہم وشعور نصیب فرمائے اور ہر ایمان والے کو اپنے فوت شدہ اعزّ وا قرباء کے لئے پہلے، دوسرے، تیسرے، دسویں، پندرھویں، تیسویں، چالیسویں دن، سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ ایصالِ ثواب اور دُعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اَعمال

فوت ہونے کے بعد صدقہ:

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک شخص نے رسول

اللہ ﷺ سے سوال کیا: **اِنَّ اَبِیْ مَاتَ وَ تَرَکَ مَالاً وَلَمْ یُوْصِ فَهَلْ یُکَفِّرُ عَنْهُ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ** ۲۲

''یہ کہ میرے والد (صاحب) فوت ہوگئے ہیں اور اُنہوں نے مال چھوڑا ہے اور وصیت نہیں کی تو اگر میں اُن کی طرف سے صدقہ (وخیرات) کروں تو کیا اُنہیں ثواب پہنچے گا؟ (حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے) فرمایا' ہاں!''۔

(۲) اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

اِنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اُمِّی افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَلَمْ یُوْصِ وَاِنِّیْ اَظُنُّهَا لَوْ تَکَلَّمَتْ لَتَصَدَّقَتْ فَلَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا وَلِیَ اَجْرٌ قَالَ نَعَمْ ۲۳

''ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا' میری والدہ (ماجدہ صاحبہ) کا اچانک دم نکل گیا اور اُنہوں نے وصیت نہ کی اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ بات کرسکتیں تو صدقہ کرتیں۔ اب اگر میں اُن کی طرف سے کوئی صدقہ (وخیرات) کرتا ہوں تو کیا اُنہیں اس کا اجر ملے گا اور مجھے بھی ثواب ہوگا یا نہیں؟ فرمایا: ہاں''۔ یعنی دونوں کو ثواب ہوگا۔ وحید الزماں صاحب غیر مقلد اس حدیث شریف کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ''اس حدیث سے یہ نتیجہ نکلا کہ میت کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے اہلسنت نے اس پر اتفاق کیا''۔

(۳) اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے فرماتی ہیں: **اِنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اِنَّ اُمِّی افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاَظُنُّهَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ** ۲۴

''ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا میری والدہ (صاحبہ) اچانک فوت ہوگئیں اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ بات کر

---

۲۲ ابن ماجہ ص ۱۹۹' مسلم جلد ۲ ص ۴۱' نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲۔ ۲۳ ابن ماجہ ص ۱۹۹' مسلم جلد ۲ ص ۴۱۔
۲۴ بخاری جلد ۱ ص ۱۸۰' مسلم جلد ۲ ص ۴۱' مشکوٰۃ ص ۱۷۲' نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲' مرآۃ جلد ۳ ص ۱۲۸۔

پاتیں تو کچھ خیرات کرتیں۔ اب اگر میں اُس کی طرف سے خیرات کروں تو کیا اُس کو اَجروثواب سے نوازا جائے گا؟ فرمایا: ہاں''۔

آج کل کے متشدد متعصب فرقہ پرست لوگ معتزلہ فرقہ کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں اور قرآن مجید وحدیث مبارکہ کی مخالفت کر رہے ہیں اور مرنے کے بعد دُعا و استغفار اور ایصالِ ثواب کا اِنکار کرتے ہیں۔

(۳) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا قَالَ ھٰذَا لِاُمِّ سَعْدٍ [۲۵] ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سعد (رضی اللہ عنہ) کی والدہ ماجدہ وصال کر گئی ہیں۔ اُن کے لیے کون سا صدقہ اَفضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پانی۔ (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی والدہ (ماجدہ) کے لیے ہے؟''۔

اِس حدیث پاک کی بعض روایات میں یہ اِضافہ بھی ہے کہ اِس کے راوی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سناتے وقت اپنے شاگردوں سے فرمایا تھا۔ ''فَتِلْکَ سِقَایَۃُ اٰلِ سَعْدٍ بِالْمَدِیْنَۃِ'' (مدینہ شریف میں سقایہ آلِ سعد کے نام سے جو سبیل ہے یہ دراصل وہی ہے) اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ (ماجدہ) کی طرف سے جو کنواں وقف کیا تھا وہی سقایہ آلِ سعد کے نام سے بھی مشہور تھا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی اِس شہادت کے بعد ظاہر ہے کہ اِس حدیث پاک کا اِستنادی درجہ کچھ اور بڑھ رہا ہے'' (مِن وعَن از تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۸ مؤلفہ منظور احمد نعمانی دیوبندی، شائع کردہ مکتبۃ الفرقان)

نسائی شریف جلد ۲ ص ۱۳۳ میں حدیث پاک درج ہے جس میں سرکار کائنات ﷺ سے عرض کیا گیا، کون سا صدقہ اَفضل ہے؟ تو فرمایا سقی الماء ''پانی پلانا'' فَتِلْکَ سَقَایَۃُ سَعْدٍ بِالْمَدِیْنَۃِ ''یہ تو مدینہ شریف میں

---

[۲۵] ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۳۶، نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲، مشکوٰۃ ص ۱۶۹، مرآۃ جلد ۳ ص ۱۳۲۔

(حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) ہی کی سبیل ہے''۔

(تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۴ میں وحید الزماں صاحب غیر مقلد نے اسی روایت کا حوالہ دیا ہے)

اب بھی خصوصاً ان گرم خشک علاقوں میں جہاں پانی کم ہوتا ہے بعض لوگ سبیلیں لگاتے ہیں۔ عام مسلمان ختم شریف اور فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی اور دودھ بھی رکھ لیتے ہیں۔

محولہ بالا حدیث شریف سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ پانی کی خیرات بہتر ہے۔ بزرگانِ دین کے نام اور دیگر وصال شدہ مسلمانوں کے نام کی سبیلیں ایصالِ ثواب کی نیت سے لگانا' ان سب کا ماخذ یہ حدیث مبارکہ ہے۔ ثواب بخشتے وقت ایصالِ ثواب کے الفاظ زبان سے ادا کرنا سنت ہے کہ خدایا اس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ دوسرے یہ کہ کسی چیز پر میت کا نام (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی بندہ کا نام) آجانے سے وہ چیز حرام نہ ہوگی۔ دیکھو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کنویں کو اپنی والدہ محترمہ کے نام سے منسوب کیا''۔ (مرآۃ جلد ۳ ص ۱۰۵)

نوٹ: مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں یہ نہیں آیا کہ ایصالِ ثواب حرام ہے۔ ایسا سوچنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈریں' اپنی اصلاح کریں اور صحیح العقیدہ اہلسنت و جماعت ہو جائیں۔

(پھلوں والے) باغ کا صدقہ:

(۵) حضرت سعید بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض غزوات میں نکلے اور ان کی والدہ کے وصال کا وقت پہنچ گیا۔ کسی نے کہا وصیت کر جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ کس چیز کی وصیت کر جاؤں؟ سب مال (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) کا ہے۔ (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) کی واپسی سے قبل ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ جب (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) واپس آئے تو ان سے اس کا تذکرہ کیا گیا۔ انہوں نے رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ

اقدس میں عرض کیا:۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ یَنْفَعُھَا اَنْ اَتَصَدَّقَ عَنْھَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ نَعَمْ فَقَالَ سَعْدٌ حَائِطُ کَذَا وَکَذَا صَدَقَۃٌ عَنْھَا لِحَائِطٍ سَمَّاہُ [۲۶]

"یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اگر میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا میری والدہ (صاحبہ) کو اس کا نفع پہنچے گا؟ تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ تو (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) نے نام لے کر عرض کیا کہ فلاں باغ اُن کی طرف سے صدقہ ہے"۔

(۶) ایک اور حدیث شریف جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، اُس میں اس طرح ہے کہ:۔

اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّہٗ تُوُفِّیَتْ اَفَیَنْفَعُھَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ، قَالَ فَاِنَّ لِیْ مِخْرَافًا فَاُشْھِدُکَ اَنِّیْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِہٖ عَنْھَا؟ [۲۷] "کسی آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میری والدہ صاحبہ فوت ہوگئی ہیں اگر اُن کے واسطے کچھ صدقہ کیا جائے تو اُن کو اس خیرات کا فائدہ ہوگا؟ فرمایا: ہاں ہوگا۔ (اس شخص نے) عرض کیا' میرا ایک باغ ہے اور میں آپ ﷺ کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ باغ میں اُن کی طرف سے خیرات کرتا ہوں"۔

(۷) بخاری شریف میں اسی طرح کا واقعہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ہے جو قبیلہ خزرج کی شاخ بنی ساعدہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جس کا بیان اس طرح ہے۔ انہوں نے عرض کیا:۔

اِنَّ حَائِطِی الْمِخْرَافَ صَدَقَۃٌ عَلَیْھَا [۲۸]

"کہ میرا باغ مخراف اس کی طرف سے صدقہ ہے"۔

---

[۲۶] نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲۔ [۲۷] نسائی جلد ۲ ص ۱۳۳' ابو داؤد جلد ۲ ص ۴۲۔ [۲۸] بخاری جلد ۱ ص ۳۸۷۔

کیا عظیم لوگ تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ اپنے اعمال پر حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا لیتے اور اپنے اعمال پر قبولیت کی مہر لگوا لیتے تھے۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غلط معاملہ میں گواہ نہیں بنتے تھے۔

ایک حدیث پاک میں ذکر ہے جس کے راوی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہیں کہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے نعمان کو ایک غلام دیا تو ان کی بیوی حضرت عمرہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملہ میں گواہ بنا لو۔ چنانچہ وہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "میں بیٹے کو غلام دینے کے معاملہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنانا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا نعمان کے علاوہ تیرا اور بھی کوئی بیٹا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو سب لڑکوں کو غلام دے گا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا میں ایسے عطیہ میں گواہ نہیں بنوں گا"۔ [۲۹]

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الوصایا جلد ا ص ۳۸۶ پر یوں بھی نقل کیا ہے: بَابُ اِذَا قَالَ اَرْضِیْ اَوْ بُسْتَانِیْ صَدَقَۃٌ لِلّٰہِ عَنْ اُمِّیْ فَھُوَ جَائِزٌ وَاِنْ لَّمْ یُبَیِّنْ لِمَنْ ذٰلِکَ [۳۰] (باب: اگر کوئی یوں کہے میری زمین یا باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے تو جائز ہوگا گو یہ بیان نہ کرے کہ کن لوگوں پر صدقہ ہے)۔

حاشیہ نمبر ۵ پر تحریر ہے۔

وَفِیْہِ اَنَّ ثَوَابَ الصَّدَقَۃِ عَنِ الْمَیِّتِ یَصِلُ اِلَی الْمَیِّتِ وَیَنْفَعُہٗ [۳۱] "اس حدیث شریف میں ثبوت ہے کہ صدقہ کا ثواب اور نفع یقیناً وصال شدہ لوگوں کو پہنچتا ہے"۔

اسلام میں فوت شدہ ایمان والوں کے لئے دعائیں، استغفار اور ایصالِ ثواب کے لئے مختلف طریقے اور انداز قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہیں۔ دعا مرنے کے بعد کی جائے، ایک دن بعد کی جائے یا دو دن بعد، دس دن بعد کی جائے یا چالیس دن بعد۔ اسلام کی کسی کتاب میں منع نہیں ہے۔ ہاں البتہ کفار اور

---

[۲۹] ابو داؤد جلد ۲ ص ۱۴۴۔ [۳۰] بخاری جلد ا ص ۳۸۶۔ [۳۱] بخاری جلد ا ص ۳۸۶ حاشیہ۔

منافق کے لئے دُعا اور ایصالِ ثواب کرنا ناجائز ہے۔

دِنوں کی قید پر فتویٰ نہیں:

دوسرے، تیسرے یا چالیسویں دن مرنے والے کے لئے ایصالِ ثواب اور دُعا کا اہتمام، قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ کے اصول کے عین مطابق ہے۔ ان محافل اور اجتماعات کا مقصد ذکرِ الٰہی اور میت کو ثواب پہنچانا ہوتا ہے۔ رہا یہ مسئلہ کہ کھانے کا اہتمام کرنا، تو یہ اپنی اپنی طاقت اور استطاعت کی بات ہے۔ جو استطاعت رکھتا ہے وہ ثواب پہنچانے کی غرض سے اگر کھانا کھلاتا ہے تو اسلام کی کسی کتاب میں یہ نہیں لکھا ہوا کہ کھانا کھلانے کا ثواب نہیں پہنچتا یا وہ کھانا حرام اور نامنظور ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں فرماتا۔ اگر پانی اور پھل کا ثواب صاحبِ ایمان کو پہنچتا ہے تو کھانے کا ثواب بھی فوت شدہ صاحبِ ایمان کو پہنچتا ہے لیکن اس میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اگر کسی مسلمان کے پاس طاقت نہیں تو اُس کو شریعت مجبور نہیں کرتی کہ تم قرض لے کر کھانا پکاؤ اور لوگوں کو کھلاؤ۔ اگر ایسا شخص صرف دُعا ہی کر لیتا ہے تو وہ بھی کافی ہے۔

لوگوں کو کھانا کھلانا خواہ وہ مساکین ہوں یا بہن بھائی اِس کا اہتمام وہی کر سکتا ہے جو صاحبِ استطاعت ہے۔ اسلام آسانیاں پیدا کرنے والا دین ہے۔ مقروض کرنے والا اور مشکلات پیدا کرنے والا دین نہیں ہے۔ کھانا کون نہیں کھاتا؟ ہر کوئی کھانا کھاتا ہے۔ جس فرقے کا بھی آدمی مرتا ہے اُس کے گھر والوں کو کھانا دیا جاتا ہے اور گھر میں موجود تمام اَحباب جو غم میں شریک ہونے کے لئے آئے ہوتے ہیں وہ بھی کھانا کھاتے ہیں۔ بس ایک ضد ہے جو ہمارے معاشرے میں قائم ہو چکی ہے جس کی بنیاد پر جس کام کو جب چاہیں بدعت و شرک اور حرام قرار دے دیں۔ اگر کھانا کھانا اور دُعائیں کرنا حرام، بدعت اور شرک ہے تو کیا بھوکے رہنا اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعائیں نہ کرنا توحید وعبادت ہے؟۔

ربُّ العالمین کی رحمت وشان:

کفارِ عرب نے نبی آخر الزماں حضور رحمۃ للعالمین ﷺ سے عرض کیا: اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) ہمارے آباؤاجداد اور ملک والوں کے دین کو قبول فرمائیں اور توحید کا ذکر چھوڑ دیں۔ اس کے جواب میں ربِّ ذوالجلال والاکرام نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے فرمایا: **قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۳۲**

"اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) فرمائیں، کیا میں اللہ (جل جلالہ) کے مقابلے میں دوست بناؤں؟ وہ اللہ (تعالیٰ) جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور کھلاتا ہے اور کھانا کھانے سے پاک ہے"۔

قرآن مجید کی اس آیتِ مبارکہ سے پتا چلتا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ واحد ذات ہے جو کھلاتا تو ہے کھاتا نہیں۔

کھانا کھلانا ربِّ ذوالجلال والاکرام کی حقیقی صفت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے خزانوں سے اپنی ساری مخلوقات کو کھلاتا ہے۔ ہواؤں، فضاؤں، زمین، پہاڑوں، سمندروں اور دریاؤں کی ہر قسم کی مخلوقات کو اللہ تبارک وتعالیٰ ہی رزق عطا فرماتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اسراف سے منع فرماتا ہے لیکن کھانے سے منع نہیں فرماتا بلکہ کھانے پینے کے لئے فرماتا ہے اور ساتھ یہ بھی فرماتا ہے کہ حلال اور طیب کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھانا کھلاؤ۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے کئی موقعوں پر دوسروں کو کھانا کھلانے کی ترغیب وتعلیم فرمائی ہے۔ یاد رکھیں نہ تو کھانا برا ہے اور نہ ہی کھلانا برا ہے۔ اپنی استطاعت کے مطابق دوسروں کو کھانا کھلانا ربِّ ذوالجلال والاکرام کو بہت پسند ہے۔ نہ تو کھانا کھانے پر اعتراض کرنا چاہئے اور نہ کھانا کھلانے پر۔ ہاں البتہ ناجائز، حرام اور غلط کھانا نہیں کھانا چاہئے۔

---

۳۲ الانعام: ۱۴۔

اگر کوئی ایسا شخص مرا ہے جس کے بچے نابالغ ہیں وہ باپ کے مرنے کے بعد یتیم ہو گئے تو اس مرنے والے کے مال سے، جس کے یتیم وارث ہیں، کا مال وکھانا وغیرہ نہیں کھانا چاہیے۔ اگر فوت شدہ ایمان والا امیر ہے یا اُس کے والدین اپنے حصّے یا مال سے غرباء و مساکین کو یا اظہار صدمہ کرنے اور دُعا کے لئے آئے ہوئے بہن بھائیوں اور دوستوں کو کھانا کھلاتے ہیں تو کوئی حرج نہیں، کھانا کھلا سکتے ہیں۔

کھانا کھانے اور کھانا کھلانے پر طعن کرنا اچھے لوگوں کا کام نہیں۔ کوئی شخص ایسا نہیں جو اپنے مرنے والوں کے مرنے کے بعد کھانا نہ کھاتا ہو۔ لہٰذا اگر کوئی شخص بہ نیت ایصالِ ثواب مدارس کے طلباء اور غریب لوگوں اور صدمہ میں شامل ہونے کے لئے آئے ہوئے اعزّ و اقرباء کو کھانا کھلاتا ہے تو اس پر طعن و تشنیع کرنا اور عیب چینی کرنا دین سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔ بعض لوگ دوسرے یا تیسرے دن دُعا کے موقع پر، قرآن خوانی اور قل شریف یا چالیسویں کے موقع پر کھانا کھلانے پر صرف اور صرف مخالفت، ضد اور فرقہ وارانہ سوچ کی وجہ سے بے سوچے سمجھے کہہ دیتے ہیں۔ یہ سب کھانے کے بہانے ہیں مگر صد افسوس ایسا کہنے والے لوگ پھر کھانے کے لئے بیٹھ بھی جاتے ہیں اور خوب ڈٹ کر کھاتے ہیں۔ یہ بات تو وہ کرے جو خود کھانا نہ کھاتا ہو۔ لیکن ربّ ذوالجلال والاکرام جو کھانے پینے سے پاک ہے وہ تو طعنہ نہیں دیتا بلکہ اس نے غرباء و مساکین کے لئے کھانے کے کئی ''بہانے'' بنا دیے ہیں۔ یہ سوچ کا فرق ہے ایسے مواقع کھانے کے بہانے نہیں بلکہ کھانا کھلانے کے بہانے ہیں۔ صاحب استطاعت لوگوں کو غرباء و مساکین اور دوستوں کو کھانا کھلانے کا کوئی موقع ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

ا۔ قسم توڑنے پر کفارہ:

سورۃ المائدہ میں ہے:

''اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر نہیں پکڑتا۔

قسم: تین قسم کی ہے۔

ا۔ قسم لغو، ۲۔ قسم غموس اور ۳۔ قسم منعقدہ۔

قسم لغو:

لغو قسم وہ ہوتی ہے جو جھوٹے واقعہ پر غلط فہمی سے سچا سمجھ کر کھائی جائے۔ اس میں نہ کفارہ ہے نہ گناہ۔ کیونکہ اس میں جھوٹ کا ارادہ نہیں ہوتا ایسی نادانستہ جھوٹی قسم پر پکڑ نہیں۔

قسم غموس:

یہ ہے کہ کسی گذشتہ واقعہ پر دیدہ دانستہ جھوٹی قسم کھالی جائے اس میں گناہ ہے کفارہ نہیں۔

قسم منعقدہ:

یہ ہے کہ آئندہ بات یا کام پر کھائی جائے اور پوری نہ کرے تو اس میں کفارہ ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ منعقدہ قسم کا کفارہ بیان فرماتا ہے۔

......اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ ۳۳

(۱) دس مساکین کو کھانا دینا، اپنے گھر والوں کو جو کھانا دیتے ہیں اس کے اوسط میں سے۔

(۲) یا دس مساکین کو کپڑے دینا۔

(۳) یا ایک غلام آزاد کرنا اور

(۴) جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو تین دن روزے رکھے۔ یہ بدلہ ہے

---

۳۳ المائدۃ: ۸۹۔

تمہاری قسموں کا جب تم قسم کھاؤ‘‘۔
دیکھیں قسم کسی نے کھائی ہے اور ربّ العالمین نے دس مساکین کے لئے کھانا کھانے کا انتظام فرما دیا ہے (بہانہ بنا دیا ہے)۔

فدیہ، مسکین کا کھانا:

روزوں کے ذکر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
’’اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر روزے فرض کئے گئے تاکہ (ان روزوں کی برکت سے) تم پرہیزگار ہو جاؤ‘‘۔
....فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ...... ۳۴

’’تو تم میں سے جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اُتنے روزے (جتنے سفر اور بیماری کی وجہ سے رہ جائیں) اور دنوں میں (پورے کرلے) اور جنہیں (اب بھی اور آئندہ کی بھی) اس کی (یعنی روزہ) رکھنے کی طاقت نہ ہو تو وہ ایک مسکین کا کھانا بدلہ دیں پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے‘‘۔ (دو وقتہ ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے، فدیہ میں اضافہ کرسکتے ہیں کمی نہیں)
دیکھیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان ہے کہ رازقِ حقیقی کس طرح مساکین کی محبت سکھاتا ہے کہ جو شخص روزہ رکھنے اور نبھانے کی استطاعت نہ رکھتا ہو۔ وہ کسی غریب مسکین کو دو وقت کھانا پیش کردے، غریب و مسکین کو کھانا کھلانے کا کیا ہی خوبصورت بہانہ ہے، یہ بہانہ حکمِ الٰہی ہے اور یہ کھانا کھلانا عبادت ہے اور روزے کا بدلہ ہے۔

مُحرِم چند مساکین کو کھانا کھلائے:

اے ایمان والے جو احرام میں ہوں اور شکار کر بیٹھیں، اُن کو اللہ تبارک

۳۴ البقرۃ ۲:۱۸۴۔

وتعالیٰ فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا ۢ بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ ۳۵

"اے ایمان والو! جب تم احرام میں ہو تو شکار نہ مارو اور اگر تم میں سے جو اُسے عمداً قتل کرے اُس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشیوں سے دے۔ تم میں سے دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں' قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی یا چند مسکینوں کو کھانا کفارہ دے یا اس کے برابر روزے رکھے تا کہ اِس کام کا وبال چکھے (سزا بھگتے) اللہ (ﷻ) نے معاف فرمایا جو ہو گزرا اور جو اب کرے گا اللہ (ﷻ) اُس سے بدلہ لے گا"۔

شکار کے کفارے میں تین صورتیں ہیں:

(۱) اُس جانور کی قیمت کا جانور حرم شریف میں لے جا کر قربانی کرے (یعنی مکہ مکرمہ میں)۔ (۲) چند مساکین کو کھانا کھلائے یا چند مساکین کو سوا دو سیر کے حساب سے گندم دے۔ یا (۳) ہر سوا دو سیر کے عوض روزے رکھے۔

ظہار کرنے والے کو حکم:

سورۃ المجادلۃ میں ہے جو شخص اپنی بیوی سے ظہار کرے ظہار یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی یا اُس کے جزو یا عضو کو اپنی نسبی یا رضاعی خاتون کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دے جس کا دیکھنا حرام ہے۔ جیسے کہے تو یا تیری گردن میری ماں کی ران کی طرح ہے یا کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ تم میری ماں کی پشت کی طرح ہو تو اس طرح ظہار ہو جائے گا۔

ظہار میں تشبیہ شرط ہے۔ اگر بیوی کو محض ماں کہے تو اس سے ظہار نہیں ہوگا۔

---

۳۵ المائدہ: ۹۵۔

ایسا شخص کفارہ دینے سے پہلے اپنی بیوی سے وطی اور وطی کے اسباب یعنی بوس وکنار نہیں کرسکتا، یہ سب حرام ہے۔

اب اللہ (ﷻ) ظہار کرنے والے کو حکم فرماتا ہے کہ:

''وہ جو اپنی بیویوں کے ساتھ ظہار کریں پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے تو اُن پر لازم ہے:

....فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ.....۳۶

''ایک غلام آزاد کریں قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ یہ نصیحت ہے جو تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔ پھر جسے غلام نہ ملے وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے لگاتار دو ماہ کے روزے رکھے پھر جس سے روزے بھی نہ رکھے جائیں تو ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کر کھانا دے''۔

قارئین کرام! آپ نے غور فرمایا: غلطی کرنے والے کو حکم دیا جارہا ہے کہ ساٹھ مساکین کو پیٹ بھر کھانا دو۔ غرباء ومساکین کے لئے کھانے کے کیسے اسباب پیدا ہورہے ہیں۔

روزہ خور ساٹھ مساکین کو کھانا دے:

روزہ توڑنے والے پر کفارہ واجب ہے اور شریعت اسلامیہ میں کفارہ میں تین چیزیں بیان کی گئی ہیں۔

(۱) غلام آزاد کرنا یا (۲) دو ماہ کے لگاتار روزے رکھنا یا (۳) ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا۔

۳۶ المجادلہ: ۴۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ہم لوگ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھے ایک شخص آیا اُس نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں ہلاک ہوگیا ہوں۔ **قَالَ مَالَکَ؟** "آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے کیا ہوا ہے؟" عرض کیا میں نے بحالت روزہ اپنی بیوی سے صحبت کرلی ہے تو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے پاس غلام ہے جسے تو آزاد کردے؟ اُس شخص نے عرض کیا: نہیں (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) تو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: کیا تو مسلسل ساٹھ روزے رکھ سکتا ہے؟ اُس نے عرض کیا: نہیں (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ نے فرمایا: **هَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا** "کیا تو ساٹھ مسکینوں کا کھانا رکھتا ہے"۔ (یعنی تیرے پاس اتنا کھانا ہے کہ ساٹھ مساکین کو کھلا دے) اُس نے عرض کیا: نہیں (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) تو آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے کچھ توقف فرمایا۔ ہم اس حال میں تھے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں کھجوروں کا بڑا سا ٹوکرا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سائل کہاں ہے؟ عرض کیا: غلام حاضر ہے۔ فرمایا: یہ لے لو اور صدقہ کردو۔ اُس شخص نے عرض کیا (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) کیا اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں؟ اللہ عزوجل کی قسم مدینہ منورہ کے دو گوشوں میں یعنی سنگلاخوں کے درمیان میرے گھر والوں سے زیادہ کوئی خاندان محتاج نہیں تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دانت مبارک چمک گئے اور فرمایا: **اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ** ۳۷ "اسے اپنے گھر والوں کو کھلا"۔ سنن دار قطنی میں ہے:۔ **فَقَدْ كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْكَ** فرمایا: "تیرا کفارہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ادا فرما دیا ہے"۔

---

۳۷ بخاری جلد ۱ص ۲۵۹' جلد ۲ص ۱۰۰۸ـ ۹۱۰' مسلم جلد ۱ص ۳۵۴' ابوداؤد جلد ۱ص ۳۳۲' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۰۰۴' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ص ۲۲۲' مرآۃ جلد ۳ص ۱۹۱۔

کسی ایمان والے کے فوت ہونے کے بعد:

قل شریف، قرآن خوانی یا دوسرے، تیسرے دن یا چالیسویں دن دُعا کرنی کپڑے تقسیم کرنا، غرباء و مساکین اور بہن بھائیوں اور عزیز و اقارب کو کھانا کھلانا، پھل کھلانا، پانی پلانا، ایک لحاظ سے مستحب اعمال بھی ہیں اور ایک لحاظ سے صحابہ کرام ﷡ کی سنت بھی ہے کہ وہ اپنے وصال شدہ ماں باپ اور عزیزوں کی طرف سے ثواب پہنچانے کی غرض سے پھل تقسیم کرتے تھے اور پانی کے کنویں کھدواتے تھے۔

مرنے کے بعد برادری کے اکٹھ کی مختلف نوعیتیں:

(۱) ایک وہ اکٹھ برادری ہے جس میں قل شریف، یٰسین شریف، ذکر و درود شریف کا ورد اور قرآن خوانی ہوتی ہے، تلاوت قرآن مجید کی جاتی ہے، نعت خوانی ہوتی ہے۔ اور نبی آخرالزماں ﷺ کی تعلیمات سے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے اور آخر میں بخشش کی دُعا ہوتی ہے۔

(۲) دوسرا وہ اکٹھ ہے جس میں قل شریف، یٰسین شریف، قرآن شریف، درود شریف و دیگر مقدس کلمات طیبات پڑھنے کی بجائے مختلف اخبارات و رسائل وغیرہ کا مطالعہ ہوتا ہے یا پھر لوگوں کی برائیاں بیان ہوتی ہیں۔ غیبت کی جاتی ہے، مکانوں دکانوں کی باتیں کی جاتی ہیں۔

(۳) ایک وہ اکٹھ ہے جس میں قرآن پاک کی تلاوت پاک کرتے ہوئے قرآن مجید کی زیارت کی جاتی ہے۔

(۴) دوسرا وہ اکٹھ ہے جس میں اخبارات پڑھے جاتے ہیں اور عورتوں کی تصاویر دیکھی جاتی ہیں۔

(۵) ایک وہ اکٹھ جس میں مرنیوالے کو ایصال ثواب کے لئے ثواب کی نیت سے کھانا کھلایا اور کھایا جاتا ہے۔

(۶) دوسرا وہ اکٹھ ہے جس میں صرف پیٹ بھرنے کے لئے کھانا کھایا جاتا ہے ثواب کی نیت نہیں ہوتی۔

فوت شدہ کی طرف سے کھانا کھلانا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنٌ [۳۸]

"جو (مسلمان) مرجائے اور اُس پر رمضان (المبارک) کے روزے ہوں تو اُس کی طرف سے ہر دن کی جگہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے"۔

فوت شدہ شخص کی طرف سے اُن روزوں کے بدلہ میں، جو نہ رکھے جاسکتے ہوں، ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے تو فوت شدہ مسلمان کے روزوں کا فدیہ ادا ہو جائے گا۔

قل خوانی اور چالیسواں نفلی عبادات ہیں:

فوت شدہ لوگوں کے لئے قل خوانی، قرآن خوانی، تیسرے یا چالیسویں کا اکٹھ نفلی اعمال ہیں۔ یہ نفلی اعمال اور نیکیاں باعث اجر وثواب ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ایمان والوں کا کوئی عمل ضائع نہیں فرماتا تاوقتیکہ خدانخواستہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بے ادبی کا مرتکب نہ ہو۔

نفلی عبادات اور اعمال فرضوں کے نقص کو دور کریں گے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ اَعْمَالِهِمُ الصَّلٰوةُ قَالَ يَقُوْلُ رَبُّنَا عَزَّوَجَلَّ لِمَلٰٓئِكَتِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ اُنْظُرُوْا فِىْ صَلٰوةِ عَبْدِىْ اَتَمَّهَا اَمْ نَقَصَهَا فَاِنْ كَانَتْ تَامَّةً كُتِبَتْ لَهٗ تَامَّةً وَاِنِ انْتَقَصَ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِىْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَاِنْ كَانَ لَهٗ تَطَوُّعٌ قَالَ اَتِمُّوْا لِعَبْدِىْ فَرِيْضَةً مِنْ تَطَوُّعِهٖ ثُمَّ تُؤْخَذُ الْاَعْمَالُ

---

[۳۸] ابن ماجہ ص ۱۲۷، ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۲، مشکوٰۃ ص ۱۷۸، شرح السنہ جلد ۶ ص ۳۲۷، مرآۃ جلد ۳ ص ۱۷۷۔

عَلٰی ذٰلِکَ ۳۹؎

''قیامت کے دن سب سے پہلے اعمال میں سے نماز کا سوال ہوگا تو ہمارا رب ﷻ فرشتوں کو فرمائے گا، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے۔ دیکھو میرے بندے کی نماز کامل ہے یا ناقص۔ اگر کامل ہوگی تو پورا ثواب لکھا جائے گا اگر ناقص ہوگی تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا دیکھو میرے بندے کے پاس نفل ہیں تو وہ نوافل سے فرضوں کی کمی کو پورا کرو تمام اعمال کا یہی حال ہوگا''۔

مثلاً زکوۃ ناقص ہوگی تو نفلی صدقات سے اور اگر روزہ ناقص ہوگا تو نفلی روزہ سے اُس کی تکمیل ہوگی۔ اسی طرح فوت شدہ کے ثواب کے لئے نفلی عبادات بھی فائدہ دیں گی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مرنے والا ایماندار ہو کیونکہ سارے فوائد ایمان کی بنیاد پر ہیں۔ منافق، کافر اور مشرک کو اُس کے فرضوں کا بھی فائدہ نہیں ہوگا چہ جائیکہ نفلی عبادات اُس کے لئے باعثِ ثواب اور باعثِ نفع ہوں۔

جواب دیجئے!

ایک شخص لاہور میں مرتا ہے اُس کے رشتہ دار کوئی جہلم، ملتان یا کسی دوسرے شہر سے لاہور آتے ہیں تو کیا وہ لوگ ہوٹلوں میں ٹھہرتے ہیں؟ اور جس گھر میں تیسرے دن یا چالیسویں دن، ایصال ثواب کے لئے اکٹھ ہوتا ہے یا مرنے والے کے پسماندگان کے صدمہ میں شریک ہونے کے لئے لوگ جمع ہوتے ہیں تو کیا صاحب خانہ انہیں یہ کہتے ہیں آپ کی مہربانی، آپ صدمہ میں شریک ہونے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ معاف کرنا کھانا آپ ہوٹل سے کھا لیجئے گا۔ کوئی بھی فرقہ ایسا نہیں جو اپنے مہمانوں سے کہتا ہو کہ میاں جی ہماری ماں مرگئی ہے آپ ہوٹل میں ٹھہریں ہم آپ کو کھانا نہیں کھلا سکتے۔ بلکہ دیکھنے میں تو یہ آیا ہے جو لوگ میت والے

۳۹؎ مستدرک حاکم جلد اص ۳۹۲ حدیث نمبر ۲۹۳، قرطبی جلد ۲ جز ۱۱ حدیث نمبر ۱۴۳ ص ۸۲، درمنثور جلد اص ۹۰۷، نسائی جلد اص ۸۲۔

گھر کھانے پر طعنے دیتے ہیں وہ خود ڈٹ کر کھانا کھاتے ہیں بلکہ اپنے مرنے والوں کی تعزیت میں آنے والوں کو بہترین بریانی، مرغ کا گوشت اور روغنی نان کھانے کے لئے پیش کرتے ہیں۔

فرق صرف یہ ہے کہ ایسے ڈٹ کر کھانے والے بغیر نیت کے کھاتے ہیں جبکہ ایصالِ ثواب کی غرض سے کھانا پکانے والے ثواب کی نیت سے کھلاتے ہیں۔

ایسے ہی قل شریف کا اِنکار کرنے والا' قرآن خوانی کرتا ہے، لیکن اُس کی عقل کام نہیں کرتی کہ قل شریف بھی تو قرآن مجید ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قل شریف یا قرآن شریف پڑھنے کی یا ایصالِ ثواب کی ممانعت تو نہیں فرمائی۔

چالیسویں میں لوگ اپنے ایمان والے عزیزوں کو ثواب پہنچانے کے لئے قرآن مجید پڑھتے ہیں اور دُعائیں کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کے اِختتام پر دُعا کی جاتی ہے اور پھر دُعا سے پہلے اور بعد میں دُرود شریف پڑھا جاتا ہے اس لئے ایمان والے اپنے مرنے والوں کو ثواب پہنچانے کے لئے اپنے تمام رشتہ داروں اور اَحباب کو جمع کرتے ہیں۔ جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِستطاعت دی ہے وہ پھل تقسیم کرتے ہیں اور جن کو زیادہ طاقت دی ہے وہ ثواب کی نیت سے کھانا کھلاتے ہیں۔

چالیسویں سے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو چالیس کا ہندسہ بہت پسند ہے۔ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے چالیس کے عدد سے نہ تو نفرت فرمائی ہے اور نہ ہی نفرت سکھائی ہے۔

اشاعتِ دین و تبلیغ دین

اشاعت دین اسلام کے لئے آپ اپنے عطیات اس بینک اکاؤنٹ میں بھی جمع کرواسکتے ہیں۔

بینک اکاؤنٹ نمبر 06180017185303 حبیب بینک شادباغ لاہور

زبان سے حکمت کے چشمے پھوٹیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ظَهَرَتْ يَنَابِيْعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ [۴۰]

''جو شخص چالیس دن اخلاص اختیار کرے تو اُس کے دل کی طرف سے زبان پر حکمت کے چشمے پھوٹیں گے''۔

چالیس دِن باجماعت نماز:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْ جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ** [۴۱]

''جو شخص اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لئے چالیس دن تکبیر اُولیٰ کے ساتھ باجماعت نماز پڑھے گا اُس کے لئے دو پروانے لکھے جائیں گے ایک پروانہ آگ سے آزادی کا' دوسرا نفاق سے آزادی کا''۔

چالیس نمازیں مسجد نبوی شریف میں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ صَلّٰى فِيْ مَسْجِدِيْ اَرْبَعِيْنَ صَلَاةً لَا تَفُوْتُهٗ صَلَاةٌ كُتِبَتْ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرِئَ مِنَ النِّفَاقِ** [۴۲]

''جس نے میری مسجد میں چالیس نمازیں اس پابندی سے ادا کیں کہ

---

[۴۰] الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۵۶' مرقاۃ جلد ۳ ص ۲۰۱' مرآۃ جلد ۲ ص ۲۱۲ حاشیہ نمبر ۳' کشف الخفاء جلد ۲ ص ۲۴۳' حدیث نمبر ۲۳۶۱۔ [۴۱] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۱۴۴' ترمذی حدیث نمبر ۲۴۱' مرآۃ جلد ۲ ص ۲۱۱' مرقاۃ جلد ۳ ص ۲۰۱' کشف الخفاء جلد ۲ ص ۲۲۹۔ [۴۲] الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۲۱۵' مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۸' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۵۵' کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۹۳۹۔

درمیان میں کوئی نماز اُس مسجد میں نہ چھوٹے تو اُس کے لئے دوزخ کی آگ عذاب اور نفاق سے آزادی اور نجات لکھ دی جاتی ہے"۔

چالیس مؤمنین کی شفاعت سے بخشش:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام حضرت کریب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک بیٹا فوت ہوگیا۔ اُنہوں نے مجھے فرمایا: کریب کھڑا ہو اور دیکھ کیا لوگ میرے بیٹے کی نماز جنازہ پڑھنے کیلئے آئے ہیں؟ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا جی ہاں! اُنہوں نے مجھے فرمایا: افسوس ہے، دیکھ تو سہی تو کتنے لوگ سمجھتا ہے۔ کیا یہ چالیس آدمی ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں چالیس سے زیادہ ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا: پھر میرے بیٹے کو نکالو (یعنی اُس کی نماز جنازہ پڑھنے کیلئے لے آؤ)۔ کیونکہ میں گواہی دیتا ہوں میں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَا مِنْ اَرْبَعِيْنَ مِنْ مُّؤْمِنٍ يَشْفَعُوْنَ لِمُؤْمِنٍ اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ ۴۳؎ "جب چالیس مومن ایمان والے کی شفاعت کریں گے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) اُن کی شفاعت قبول فرمائے گا"۔

اُنہی سے مروی دوسری روایت میں الفاظ ہیں **مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ** ۴۴؎ معلوم ہوا کہ چالیس صاحب ایمان کا نماز جنازہ پڑھنا میت کی مغفرت کا سبب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنازے کی نماز کے لئے چالیس صاحب ایمان تلاش کر کے جمع کرتے تھے۔

۴۳؎ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۸۹، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۱ ص ۳۲۳۔ ۴۴؎ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۵۴، مسلم حدیث نمبر ۹۴۸، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۷۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۳۰، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۲۶۷۔

چالیس دن، ماہ، سال انتظار:

حضرت ابوجہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَوْ يَعْلَمُ الْمَآرُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَّقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَّهُ مِنْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ ''اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والا جان لیتا کہ اُس پر کیا گناہ ہے تو اُسے چالیس سال تک ٹھہرنا سامنے سے گذرنے سے بہتر ہوتا''۔ ابوالنصر فرماتے ہیں: لَا اَدْرِيْ قَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ سَنَةً ۴۵ ''مجھے خبر نہیں چالیس دن فرمائے، چالیس ماہ یا چالیس سال''۔

چالیس ابدال:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

خِيَارُ اُمَّتِيْ فِيْ كُلِّ قَرْنٍ خَمْسُمِائَةٍ وَالْاَبْدَالُ اَرْبَعُوْنَ، فَلَا الْخَمْسُمِائَةِ يَنْقُصُوْنَ وَلَا اَرْبَعُوْنَ كُلَّمَامَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الْخَمْسُمِائَةِ مَكَانَهٗ وَاَدْخَلَ مِنَ الْاَرْبَعِيْنَ مَكَانَهُمْ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنَا عَلٰى اَعْمَالِهِمْ: قَالَ: يَعْفُوْنَ عَمَّنْ ظَلَمَهُمْ وَيُحْسِنُوْنَ اِلٰى مَنْ اَسَآءَ اِلَيْهِمْ وَيَتَوَاسَوْنَ فِيْمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ۴۶

''ہر زمانے میں میری اُمت میں سے بہترین پانچ سو افراد ہوں گے اور

---

۴۵ بخاری جلد ۱ ص ۷۳، مسلم جلد ۱ ص ۱۹۶، ابوداؤد حدیث نمبر ۷۰۱، ترمذی حدیث نمبر ۳۳۶، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۷۷۶، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۳۷۶، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۱۷۱، مسند احمد جلد ۴ ص ۱۶۹، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۶۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۲۶۸، مسند ابوعوانۃ جلد ۲ ص ۴۴، مرآۃ جلد ۲ ص ۲۔ ۴۶ کنز العمال جلد ۱۲ ص ۱۸۵ حدیث نمبر ۳۴۵۹۱، حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۳۵ حدیث نمبر ۱۵۔

چالیس ابدال۔ پس نہ پانچ سو سے زیادہ اور نہ چالیس سے کم ہوں گے۔ جب کبھی کوئی فرد وفات پا جائے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کی جگہ پانچ سو مقرر فرمادے گا۔ پھر دوسرے اُمتیوں سے چالیس کی جگہ مقرر فرمادے گا۔ صحابہ کرام ﷡ نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ﷺ اُن کے اعمال پر ہماری رہنمائی فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ وہ اُس کو معاف کر دیتے ہیں جو اُن پر ظلم کرتا ہے اور اچھے طریقے سے پیش آتے ہیں جو اُن سے بُرے طریقے سے پیش آتا ہے' اللہ تبارک وتعالیٰ کے دیئے ہوئے سے سخاوت کرتے ہیں''۔

چالیس خلیل الرحمان:

حضرت انس ﷜ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **لَنْ تَخْلُوَ الْاَرْضُ مِنْ اَرْبَعِیْنَ رَجُلًا مِثْلَ خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ فَبِھِمْ تُسْقَوْنَ وَبِھِمْ تُنْصَرُوْنَ مَامَاتَ مِنْھُمْ اَحَدًا اِلَّا اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ آخَرَ** ؎۲۷

''زمین ہرگز خالی نہ ہوگی چالیس افراد سے جو رحمٰن (ﷻ) کے خلیل کی مثل ہوں گے۔ پس اُن کے سبب بارش برسائی جاتی ہے اور اُن کے سبب مدد کی جاتی ہے۔ نہیں مرتا اُن میں سے کوئی ایک مگر اللہ (ﷻ) اس کی جگہ دوسرا مقرر کر دیتا ہے''۔

چالیس افراد کے دِل حضرت ابراہیم ﵇ کی طرح:

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷜ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **لَا یَزَالُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاھِیْمَ** ﵇ **یَدْفَعُ اللّٰہُ بِھِمْ عَنْ اَھْلِ الْاَرْضِ یُقَالُ لَھُمُ الْاَبْدَالُ اِنَّھُمْ لَنْ یُّدْرِکُوْھَا بِصَلَاۃٍ وَّلَا بِصَوْمٍ وَّلَا بِصَدَقَۃٍ**

؎۲۷ مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۶۳' درمنثور جلد ۱ ص ۷۶۵' کنز العمال جلد ۱۲ ص ۱۸۸ حدیث نمبر ۳۴۶۰۳۔

قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْمَ اَدْرَکُوْھَا قَالَ: بِالسَّخَاءِ وَالنَّصِیْحَۃِ لِلْمُسْلِمِیْنَ ۴۸ ؎

''ہمیشہ چالیس اَفراد میری اُمت سے اَیسے ہوں گے کہ اُن کے دِل حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دِل کی طرح ہوں گے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُن کے سبب زمین سے بلیات دُور فرمائے گا، اُن کو اَبدال کہا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگ اُن کو کن کاموں میں پائیں گے؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: سخاوت اور مسلمانوں کو نصیحت کرنے میں مشغول پائیں گے''۔

چالیس اَفراد کے دِل حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے دِل کی طرح:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ وَلِلّٰہِ فِی الْخَلْقِ اَرْبَعُوْنَ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ مُوْسٰی علیہ السلام ۴۹ ؎ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی مخلوق میں چالیس اَشخاص اَیسے ہوتے ہیں جن کے دِل (حضرت سیدنا) موسیٰ علیہ السلام کے قلب کی طرح ہوتے ہیں''۔

چالیس اَبدال ملکِ شام میں:

حضرت شریح بن عبید علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَمیر المومنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پاس اہل شام کا ذکر ہوا اور وہ اُس وقت عراق میں تھے تو اُن لوگوں نے کہا: اہل شام پر لعنت ہو تو اَمیر المومنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اَیسا کہنے سے منع فرمایا اور فرمایا: میں نے رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

اَلْبُدَلَاءُ بِالشَّامِ وَھُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا کُلَّمَامَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ رَجُلًا مَکَانَہٗ یُسْتَقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ

۴۸ ؎ درمنثور جلد ۱ ص ۷۶۵، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۶۳، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۱۸۱، کنز العمال جلد ۱۲ ص ۱۹۰۔ ۴۹ ؎ درمنثور جلد ۱ ص ۷۶۵۔

وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ غَيْرُ شَرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ وَهُوَ ثِقَةٌ ۵۰

''ابدال شام میں ہوں گے جو چالیس افراد ہیں جب ایک فوت ہو جاتا ہے تو اُس کی جگہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) دوسرے کو مقرر فرما دیتا ہے۔ اُن کے سبب لوگوں پر بارش برسائی جاتی ہے اور اُن کے طفیل دشمنوں پر فتح دی جاتی ہے اور اُن کے صدقے اہلِ شام سے عذاب پھیرا جاتا ہے''۔

حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث شریف کو روایت کیا ہے اس کے تمام راوی صحیح ہیں سوائے شریح بن عبید کے اور وہ ثقہ ہیں۔

چالیس مستجاب الدّعوات افراد:

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

مَامِنْ اَرْبَعِيْنَ رَجُلاً يَمُدُّوْنَ اَيْدِهِمْ اِلَى اللّٰهِ يَسْأَلُوْنَهُ لَا يَسْأَلُوْنَهُ ظُلْمًا وَلَا قَطِيْعَةَ رَحِمٍ اِلَّا اَعْطَاهُمُ اللّٰهُ مَاسَأَلُوْهُ ۵۱

''روئے زمین پر چالیس افراد ایسے ہیں کہ وہ کسی چیز کا سوال کرنے کے لئے اللہ (عزوجل) کی بارگاہ بے کس پناہ میں ہاتھ دراز کرتے ہیں۔ وہ ظلم اور قطع رحمی کے سوا جس چیز کا سوال کرتے ہیں اللہ (عزوجل) اُن کو وہ چیز عطا کر دیتا ہے''۔

ایسے ہی دیگر روایات میں مختلف ارشادات کے حوالے سے ''اربعون'' چالیس کا ذکر آتا ہے۔

۵۰ مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۶۲' کنز العمال جلد ۱۲ ص ۱۸۶۔ ۵۱ حلیۃ الاولیا ابونعیم جلد ۵ ص ۲۱۴۔

عدت اور سوگ

لغت میں عدت عین کے نیچے زیر (کسرہ) سے پڑھیں تو معنی ہوں گے شمار اور گنتی۔ اور اگر عدت کی ع پر پیش پڑھیں گے تو معنی ہوں گے تیاری۔ شریعت میں اُس انتظار کو عدت کہتے ہیں جو نکاح کے زائل ہونے کے بعد کیا جائے۔ اس عدت کے زمانے میں عورت کے لئے دوسرا نکاح ممنوع ہے۔ عدت عورت پر واجب ہے نہ کے مرد پر۔ ہاں مرد کو بھی انتظار کرنا پڑتا ہے۔ جب مطلقہ عورت کی بہن، بھانجی اور خالہ سے نکاح کا ارادہ ہو تو اُس وقت تک نکاح نہیں کر سکتا جب تک مطلقہ عورت عدت میں ہے۔[1]

عدت کے متعلق قرآن مجید کے احکامات:

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِن كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ..... (البقرۃ:۲۲۸)

"اور طلاق والی (عورتیں) اپنی جانوں کو تین حیض تک روکے رکھیں اور اُن کے لئے حلال نہیں کہ وہ اُسے چھپائیں جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُن کے پیٹ میں پیدا کیا ہے اگر وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں"۔

عدت میں عورت کو گھر سے نہ نکالنے کا حکم:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ ۖ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِن بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَن يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ ..... (الطلاق:۱) "اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ ﷺ عورتوں کو طلاق دیں تو اُن کی عدت کے وقت

---

[1] مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ ص ۱۳۶۔

پر انہیں طلاق دیں (یعنی جب حیض سے پاک ہو چکی ہوں) اور عدت کا شمار رکھیں اور اپنے رب (اللہ تبارک وتعالیٰ) سے ڈریں۔ عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالیں اور وہ نہ خود نکلیں مگر یہ کہ کھلی ہوئی بے حیائی کی بات کریں"۔ (اس ارشادِ مبارک میں خطاب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے کیا گیا ہے لیکن دراصل آپ ﷺ کے ذریعے امت کو تعلیم دی گئی ہے)۔

جن کے شوہر مرجائیں اُن کی عدت:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ (البقرة:۲۳۴) "اور وہ جو تم میں سے مرجائیں اور بیویاں چھوڑیں (یعنی جو عورتیں شوہر کے مرنے سے بیوہ ہو جائیں) وہ اپنے آپ کو چار ماہ دس دن روکے رکھیں تو جب اُن کی عدت پوری ہو جائے تو اے والیو! تم پر مواخذہ نہیں اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں شرع کے موافق کریں اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو تمہارے کاموں کی خبر ہے"۔

وہ عورتیں جن کو حیض نہ آتا ہو اُن کی عدت:

وَالّٰٓئِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓئِيْ لَمْ يَحِضْنَ ۗ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۗ ...... (الطلاق:۴) "اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی اُمید نہ ہو، اگر تمہیں شک ہو تو اُن کی عدت تین مہینے ہے اور اُن کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا اور حمل والیوں کی معیاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں"۔

کس عورت کی عدت نہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ

مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَ سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ (الاحزاب:۴۹)

''اے ایمان والو! جب مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں بے ہاتھ لگائے چھوڑ دو تو تمہارے لئے ان پر کچھ نہیں جسے گنو تو انہیں کچھ فائدہ دو اور اچھی طرح سے چھوڑ دو''۔

نوٹ: معلوم ہوا کہ اگر خلوت سے پہلے طلاق دے دی جائے تو عدت نہیں۔ نیز عدت خاوند کے حق کی وجہ سے ہے اگر کوئی عورت کچھ عرصہ شوہر کے ساتھ خلوت گزار چکی ہے بعد ازیں عرصہ سے عورت خاوند کے پاس نہ گئی ہو تب بھی طلاق کے بعد عدت پوری کرنا ہوگی اگرچہ حمل کا احتمال نہ ہو۔

عورت کی عدت کی قسمیں:

عورت کی عدت کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) حاملہ مطلقہ کے لئے حمل جن دینا۔

(۲) وفات کی عدت چار ماہ دس دن۔

(۳) غیر حاملہ بالغہ کیلئے تین حیض۔

(۴) غیر حاملہ نابالغہ اور بوڑھی عورت کے لئے جس کا حیض بند ہو چکا ہو تین ماہ۔

حضرت سعید بن مسیب ﷺ سے روایت ہے فرماتے ہیں امیر المومنین حضرت سیدنا عمر ﷺ نے فرمایا:

اَيُّمَا امْرَاَةٍ طُلِّقَتْ فَحَاضَتْ حَيْضَةً اَوْ حَيْضَتَيْنِ ثُمَّ رُفِعَتْهَا حَيْضَتُهَا فَاِنَّهَا تَنْتَظِرُ تِسْعَةَ اَشْهُرٍ فَاِنْ بَانَ بِهَا حَمْلٌ فَذَالِكَ وَاِلَّا اعْتَدَّتْ بَعْدَ التِّسْعَةِ ثَلَاثَةَ اَشْهُرٍ ثُمَّ حَلَّتْ [۲]

''جو عورت طلاق دی جائے پھر ایک یا دو حیض آ جائیں پھر اس کے بعد

[۲] مشکوۃ ص ۲۸۹، موطا امام مالک ص ۵۲۷۔

حیض بند ہو جائیں تو وہ نو مہینے انتظار کرے پھر اگر اس کو حمل ظاہر ہو جائے تو فبہا ورنہ نو مہینے کی بجائے تین ماہ عدت گزارے پھر وہ حلال ہو جائے گی"۔

نوٹ: صورت مسئلہ یہ ہوئی کہ طلاق کی عدت تین حیض تھی۔ دو حیض آ چکے تھے تیسرا حیض نہیں آیا۔لہٰذا عدت پوری نہ ہوئی، یہ عورت نو ماہ اور انتظار کرے شاید یہ اُس خاوند کا ہی حمل ہو اور دوبارہ استحاضہ کا خون آ گیا ہو یا شاید اُس نے کسی سے زنا کروایا ہو اور اُس کا حمل رہ گیا ہو۔ اگر حمل ظاہر ہو گیا تو مسئلہ ظاہر ہے کہ حمل جننے سے اُس کی عدت پوری ہو گی۔

عدت والی عورت کہاں رہے؟

(حضرت) زینب بنت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' کہ (حضرت) فریعہ بنت مالک بن سنان (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جو (حضرت) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں' انہوں نے انہیں خبر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں آپ ﷺ سے اپنے گھر لوٹ جانے کے متعلق پوچھتی تھیں جو بنی خدرہ میں تھا کیونکہ اُن کے خاوند اپنے بھاگے ہوئے غلاموں کے پیچھے گئے، غلاموں نے اُنہیں قتل کر دیا۔ فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

اَنْ اَرْجِعَ اِلٰی اَھْلِیْ فَاِنَّ زَوْجِیْ لَمْ یَتْرُکْنِیْ فِیْ مَنْزِلٍ یَمْلِکُہٗ وَلَا نَفَقَۃٍ فَقَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ ﷺ نَعَمْ فَانْصَرَفْتُ حَتّٰی اِذَا کُنْتُ فِی الْحُجْرَۃِ اَوْ فِی الْمَسْجِدِ دَعَانِیْ فَقَالَ اُمْکُثِیْ فِیْ بَیْتِکِ حَتّٰی یَبْلُغَ الْکِتَابُ اَجَلَہٗ قَالَتْ فَاعْتَدَدْتُ فِیْہِ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا [۳]

"کہ میں اپنے گھر لوٹ جاؤں کیونکہ میرے خاوند نے مجھے ایسے گھر میں نہ چھوڑا جس کا وہ مالک ہو نہ خرچہ دیتا ہے۔ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہاں!

---

[۳] مشکوٰۃ ص ۲۸۹' موطا امام مالک ص ۵۳۱' ابن ماجہ ص ۱۴۷' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۲۱۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۴۳۴۔

چنانچہ وہ لوٹ گئیں۔ فرماتی ہیں حتیٰ کہ جب میں حجرہ یا مسجد میں پہنچی تو مجھے بلایا اور فرمایا کہ تم اپنے گھر میں رہو حتیٰ کہ قرآنی حکم میعاد کو پہنچ جائے۔ فرماتی ہیں! میں نے اسی گھر میں چار ماہ دس دن عدت گزاری"۔

نفاس والی مطلقہ یا بیوہ کی عدت:

حضرت مسور بن مخرمہ ﷛ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

اَنَّ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَآءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَاذَنَتْهُ اَنْ تَنْكِحَ فَاَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ [۳]

"حضرت سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر کی وفات کے چند دنوں بعد نفاس والی ہو گئیں (یعنی حاملہ تھیں اپنے خاوند کی وفات کے چند دن بعد بچے کو جنم دیا' نفاس آنے سے یہی مراد ہے) تو وہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ (اقدس) میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ سے اجازت مانگی کہ (کسی شخص سے) نکاح کر لوں۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی تو انہوں نے نکاح کر لیا"۔

نوٹ: اس پر اُمت کا اجماع ہے کہ حاملہ کی عدت حمل جَن دینا ہے خواہ مطلقہ ہو یا وفات والی۔ اس مسئلہ کا ماخذ یہ حدیث شریف ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس کی عدت **ابعد الاجلین** ہے یعنی چار ماہ دس دن اور وضع حمل میں سے جو بعد میں ہو وہ عدت ہے۔

---

[۳] مشکوٰۃ ص ۲۸۸' مسلم جلد ا ص ۴۸۶' دارمی جلد ۲ ص ۱۶۶' ابن ماجہ ص ۱۴۷۔

آداب دُعا اور اوقات قبولیت

تالیف

منیر احمد یوسفی

مدیر اعلیٰ ماہنامہ مسجد حارہ است لاہور

ہدیہ: 150 روپے

ملنے کا پتہ

جامع مسجد گنجینہ 977-A' بلاک B-III' گجر پورہ (چاند) سکیم لاہور

042-36880028

سوگ

سوگ کے معنی ہیں عورت عدت کے ایام میں زینت کو ترک کرے۔ ہر قسم کے چاندی، سونے اور ہیرے جواہر کے زیور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے نہ پہنے اور خوشبو کا بدن اور کپڑوں میں خوشبو استعمال نہ کرے تیل استعمال نہ کرے اگرچہ اس میں خوشبو نہ ہو جیسے روغن زیتون اور کنگھا کرنا اور سیاہ سُرمہ لگانا۔ یونہی سفید خوشبو دار سُرمہ لگانا اور مہندی لگانا اور زعفران یا کسم گیرو کا رنگا ہوا سرخ رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے اور سب چیزوں کا ترک واجب ہے۔

مطلقہ عورت کا باہر نکلنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

طُلِّقَتْ خَالَتِيْ ثَلَاثًا فَأَرَادَتْ تَجُدُّ نَخْلَهَا فَزَجَرَهَا رَجُلٌ أَنْ تَخْرُجَ فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ بَلٰى فَجُدِّيْ نَخْلَكِ فَإِنَّهُ عَسٰى أَنْ تَصَدَّقِيْ أَوْ تَفْعَلِيْ مَعْرُوْفًا ؎

"میری خالہ کو تین طلاقیں دی گئیں تو اُنہوں نے اپنی کھجوروں کے پھل توڑنا چاہے تو ایک شخص نے اُنہیں باہر جانے سے منع کیا۔ وہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس آئیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! اپنی کھجوروں کے پھل توڑو ممکن ہے تم خیرات کرو"۔

نوٹ: یعنی تمہارے لئے دن کے وقت گھر سے نکل کر باغ میں جانا وہاں پھل توڑنا جائز ہے کہ اس پھل سے تم نیک کام کرو گی یعنی زکوٰۃ دینا، صدقہ وخیرات اور ہدیہ دینا وغیرہ۔ خیال رہے طلاق کی عدت میں مزدوری کے لئے گھر سے باہر نہیں جاسکتی کیونکہ اُس کا خرچہ طلاق دینے والے خاوند کے ذمہ ہے اُسے مزدوری کی حاجت نہیں جبکہ

؎ ابوداؤد جلد۱ص۳۲۱'۳۳۱ ابن ماجہ ص۱۴۷' مسند احمد جلد۳ص۳۲۱' مشکوٰۃ ص۲۸۸' مسلم جلد۱ ص۴۸۶' دارمی جلد۲ص۱۶۶۔

عدتِ وفات میں عورت مزدوری کے لئے باہر جا سکتی ہے۔ کیونکہ اُس کا خرچ دینے والا شوہر فوت ہو چکا ہے مگر رات گھر میں گزارے۔ محولہ بالا حدیث شریف میں مزدوری کے واسطے نہ نکلنا تھا بلکہ یہ نکلنا اپنے مال کی حفاظت کے لئے تھا اس مجبوری میں اب بھی نکلنا درست ہے۔ بشرطیکہ رات گھر میں آ کر گزارے۔

بیوہ عورت کی عدت اور سوگ:

حضرت اُمّ حبیبہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

لَا یَحِلُّ لِاَمْرَاۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّ عَشْرًا ۶

"(۱) جو عورت اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اُس کے لئے جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے خاوند کے کہ اُس (کے فوت ہونے) پر چار ماہ اور دس دن (سوگ ہے)"۔

بیوہ عورت کون کون سے کام نہ کرے:

حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لَا تُحِدُّ امْرَاَۃٌ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ اَیَّامٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَعَشْرًا وَّلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَّلَا تَکْتَحِلُ وَّلَا تَمَسُّ طِیْبًا اِلَّا اِذَا طَھُرَتْ نُبْذَۃً مِّنْ قُسْطٍ اَوْ اَظْفَارٍ وَّ زَادَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَلَا تَخْتَضِبُ۔** ۷

---

۶ مسلم جلد ا ص ۴۸۶، مشکوٰۃ ص ۲۸۸، بخاری جلد ۲ ص ۸۰۳، مسلم جلد ا ص ۴۸۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۴۳۷، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۵، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۲۲۰، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۵۵، ترمذی حدیث نمبر ۱۱۹۵، مسند احمد جلد ۶ ص ۳۷۔ ۷ شرح السنۃ جلد ۵ ص ۲۲۲، مشکوٰۃ ص ۲۸۹، بخاری جلد ۲ ص ۲۸۹، ابوداؤد جلد ا ص ۳۲۱، مسلم جلد ا ص ۴۸۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ا ص ۱۸۳، دارمی جلد ۲ ص ۱۶۷۔

"(۱) کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے سوائے خاوند (کے فوت ہونے) پر کہ اُس پر چار ماہ دس دن (سوگ ہے)۔ (۲) رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے سوائے بناوٹی رنگین کپڑے کے۔ (یعنی جو اوّل سے ہی رنگ دار کپڑا ہے) (۳) سُرمہ نہ لگائے۔ (۴) خوشبو نہ لگائے مگر جبکہ (حیض سے) پاک ہو تو ایک ٹکڑا قسط یا اظفار کا (استعمال کرے)۔ (۵) حضرت امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے زیادہ فرمایا ہے کہ "خضاب نہ لگائے"۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب (حضرت) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے ایلوا لگا رکھا تھا تو فرمایا: اے اُم سلمہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یہ ایلوا ہے جس میں خوشبو نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ چہرہ کو رنگین تو کرتا ہے لہٰذا یہ مت لگاؤ اور اگر لگانا ہو تو رات کے وقت لگاؤ اور دن کے وقت لگانا چھوڑ دو، نہ خوشبودار تیل اور نہ مہندی لگاؤ کہ مہندی خضاب ہے۔ (اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کنگھی کس چیز سے کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا بیری سے کہ اس سے اپنے سر کو لیپ کرلو"۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے فرماتی ہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اَلْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّيَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَةَ وَلَا الْحُلِيَّ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ** ۸

"جس کا خاوند فوت ہو جائے وہ نہ تو زعفرانی رنگ کے کپڑے پہنے اور نہ ہی سرخ رنگ کے اور نہ زیور پہنے اور نہ خضاب لگائے اور نہ سُرمہ لگائے۔ (سیاہ سُرمہ لگانا منع ہے اس سے آنکھ میں زینت ہوتی ہے)"۔

۸ مشکوٰۃ ص ۲۸۹، ابوداؤد، مشکل الآثار جلد ۲ ص ۳۹، شرح السنہ جلد ۵ ص ۲۲۲۔

اُم المومنین حضرت سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی فرماتی ہیں ایک عورت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ پاک میں حاضر ہوئی' عرض کرنے لگی یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میری اس بچی کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھیں دکھتی ہیں تو کیا اُسے سُرمہ لگا ئیں؟'' تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ دو بار یا تین بار، ہر دفعہ یہی فرماتے تھے، نہیں۔ پھر فرمایا: اَب تو چار ماہ اور دس دن ہی ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں تو تم میں سے ہر ایک پورے سال پر مینگنی پھینکتی تھی''۔ ۹

نوٹ: اس سے پہلے عرب معاشرہ میں بیوہ عورت خاوند کے انتقال کے بعد ایک سال تک بُرے مکان میں بُرے لباس میں رہتی اور تمام گھر والوں سے علیحدگی اختیار کرتی تھی۔ سال کے بعد اس کے قرابت دار جمع ہوتے، اُسے اُونٹ یا بکری کی مینگنی دیتے تھے جسے وہ اپنے ہاتھ سے پھینکتی تھی۔ یہ مینگنی کا پھینکنا عدت کا پورا ہونا ہوتا تھا۔ اس ارشاد مبارک میں اس جانب اشارہ ہے یعنی اَب تم چار ماہ اور دس دن صبر نہیں کرسکتیں جبکہ زمانہ جاہلیت میں ایک سال تک عدت گزارتیں اور عدت کے زمانہ میں سخت پابندیاں برداشت کرتی تھیں۔

مسئلہ: اگر عدتِ طلاق کے دوران عورت کو حرام کا حمل رہ جائے تو عدت حمل جننے سے پوری ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: جس کپڑے کا رنگ پرانا ہو گیا کہ اب اس کا پہننا زینت نہیں، اُسے پہن سکتی ہے۔ یوں ہی سیاہ رنگ کے کپڑے میں حرج نہیں بشرطیکہ ریشم کے نہ ہوں۔

مسئلہ: عذر کی وجہ سے ممانعت والی چیزوں میں سے استعمال کرسکتی ہے۔ مثلاً دردِ سر کی وجہ سے تیل لگا سکتی ہے یا تیل لگانے کی عادی ہے، جانتی ہے کہ نہ لگانے سے دردِ سر ہو جائے گا تو لگانا جائز ہے یا دردِ سر کے وقت کنگھا کرسکتی ہے مگر اس طرف سے جدھر کے دندانے موٹے ہیں۔ باریک دندانوں کی طرف سے نہیں کہ یہ بال سنوارنے کے لئے ہوتے ہیں اور یہ ممنوع ہے۔ ایسے ہی دیگر چیزیں۔

---

۹ ابوداؤد جلد اص ۳۴۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ص ۴۳۷۔ ۴۳۸' مسلم جلد اص ۴۸۷' بخاری جلد ۲ص ۸۰۳۔

مسئلہ: سوگ اُس پر ہے جو عاقل، بالغہ اور مسلمان ہو اور موت یا طلاق بائن کی عدت ہو۔

مسئلہ: کسی کے مرنے کے غم میں سیاہ کپڑے پہننا جائز نہیں مگر عورت کو تین دن تک شوہر کے مرنے کے غم کی وجہ سے سیاہ کپڑے پہننا جائز ہے۔

مسئلہ: جو عورت عدت میں ہو اُس کو صراحۃً نکاح کا پیغام دینا حرام ہے۔ البتہ موت کی عدت میں اِشارتاً کہہ سکتے ہیں مگر طلاق رجعی یا بائن یا فسخ نکاح کی عدت میں اِشارتاً بھی نہیں کہہ سکتے۔ اِشارتاً کہنے کی صورت یہ ہے کہ آدمی کہے میں نکاح کرنا چاہتا ہوں یا جس میں یہ وصف ہو اور وہ وصف بیان کرے جو اُس عورت میں ہو۔

مسئلہ: اگر حاملہ مطلقہ عورت کا بچہ ساقط ہو جائے جبکہ اُس کے اعضاء نہ بنے ہوں اُس کی عدت پوری نہ ہوگی کیونکہ یہ حمل جننا نہیں بلکہ حمل گرنا ہے۔ نیز ایسے اسقاط کے بعد جو خون آتا ہے وہ نفاس نہیں کہلاتا۔ ہاں جس بچے کے اعضاء پورے بن چکے ہیں اگرچہ جان نہ پڑی ہو تو اُس سے عدت پوری ہو جائے گی کیونکہ یہ وضع حمل ہے۔

مسئلہ: زانیہ کے لئے عدت نہیں اگرچہ حاملہ ہو اور یہ نکاح کر سکتی ہے۔ اگر یہ عورت اُس شخص کے سوا، جس کے زنا سے حاملہ ہے، کسی دوسرے سے نکاح کرے تو تب بھی نکاح ہو جاتا ہے مگر جب تک بچہ پیدا نہ ہو وطی جائز نہیں۔

مسئلہ: نکاح فاسد میں دخول سے پہلے تفریق ہوئی تو عدت نہیں اور دخول کے بعد ہوئی تو عدت ہے۔

مسئلہ: حیض کی حالت میں طلاق دی تو یہ حیض عدت میں شمار نہ کیا جائے بلکہ اس کے بعد پورے تین حیض ختم ہونے پر عدت پوری ہوگی۔

مسئلہ: طلاق کی عدت وقتِ طلاق سے ہے اگرچہ عورت کو اُس کی اطلاع نہ ہو کہ شوہر نے اُسے طلاق دی ہے اور تین حیض آنے کے بعد معلوم ہوا تو عدت ختم ہو چکی۔

مسئلہ: عورت کو کسی معتبر نے خبر دی کہ اُس کے شوہر نے تین طلاقیں دے دیں یا شوہر کا خط آیا اور اُس میں اُسے طلاق لکھی ہے۔ اگر عورت کا غالب گمان ہے کہ وہ سچ

کہتا ہے یا یہ خطا اُسی کا ہے تو عدت گزار کر نکاح کر سکتی ہے۔

مسئلہ: موت کی عدت چار ماہ دس دن ہے یعنی دسویں رات بھی گزار لے، دخول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

مسئلہ: عورت حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے۔

مسئلہ: وضع حمل سے عدت پوری ہونے کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں موت یا طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی۔

مسئلہ: عورت کو طلاق رجعی دی اور شوہر عدت میں مر گیا یعنی عورت کو تین حیض پورے ہونے سے پہلے مر گیا تو عورت موت کی عدت ۴ ماہ ۱۰ دن پوری کرے۔

مسئلہ: بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت کو طلاق دی تو جب تک اُسے تین حیض نہ آئیں دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی۔

مسئلہ: اگر کرائے کے مکان میں رہتی تھی جب بھی مکان بدلنے کی اجازت نہیں مطلقہ عورت کے شوہر کے ذمہ زمانہ عدت کا کرایہ ہے اور اگر شوہر غائب ہے اور خود کرایہ دے سکتی ہے تو اُسی مکان میں رہے۔ کوئی سودا لانے والا نہ ہو تو سودا بھی لا سکتی ہے۔

مسئلہ: جس مکان میں عدت گزارنا واجب ہے اُس کو چھوڑ نہیں سکتی مگر اس وقت شوہر نے طلاق دی یا مر گیا تو فوراً بلا توقف وہاں سے واپس آئے۔

مسئلہ: زن و شوہر اگر بوڑھیا بوڑھے ہیں اور اُن میں طلاق ہو گئی اور اُن کی اولادیں ہوں جن کو مفارقت گوارا نہ ہو تو دونوں ایک مکان میں رہ سکتے ہیں جب کہ میاں، بیوی کی طرح نہ رہتے ہوں۔

مسئلہ: رجعی طلاق کی عدت کے وہی احکام ہیں جو بائن کے ہیں مگر اُس کے لئے سوگ نہیں۔ اگر سفر میں شوہر نے طلاق رجعی دی تو شوہر کے ساتھ ہی رہے۔

مسئلہ: سفر میں شوہر مر گیا یا طلاق بائن دیدی تو واپس اپنے گھر آئے۔

نوٹ: مذکورہ بالا مسائل بہار شریعت حصہ نمبر ۸ باب عدت اور سوگ سے ماخوذ ہیں۔

سوال: کیا چالیسویں میں دن کم کرنے چاہییں؟

جواب: کمی بیشی کوئی مسئلہ نہیں' چالیس' چالیس کو ہی کہتے ہیں۔ اُنتالیس یا اڑتیس کو چالیس نہیں کہتے۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ پانچ جمعراتیں نہیں کرنی چاہییں؟

جواب: یہ بات من گھڑت ہے' جتنی جمعراتیں دُعا کریں گے میت کو فائدہ ہوگا' کوئی نقصان نہیں۔

سوال: کہتے ہیں چالیسویں میں تیسرا چاند نہیں آنا چاہیے؟

جواب: یہ فضول بات ہے۔ تیسرے چاند کا ختم شریف یا چالیسویں سے کوئی تعلق نہیں۔

سوال: کہتے ہیں ایصالِ ثواب کے لئے ایک روٹی مسجد میں بھیجنی چاہیے۔

جواب: ایک روٹی والا مسئلہ بھی من گھڑت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں توفیق کے مطابق زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا چاہیے' ایسے کہنے والے کیا کسی کے مرنے کے بعد روٹی کھانا کم کر دیتے ہیں؟

سوال: کہتے ہیں مسجد میں چالیس دن روٹی کیوں دیتے ہو اس سے زیادہ ایام کیوں نہیں دیتے؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو نظام بنا رکھا ہے اس میں ہر کام مقررہ وقت اور مقررہ تعداد میں ہوتا ہے۔ جن کاموں کی تعداد مقرر نہیں وہاں بے حساب کام چلتا ہے۔ نمازوں کی رکعتیں' زکوٰۃ کی مقدار' اذان اور اُس کے کلمات' روزوں کی تعداد' سحری اور افطاری کے اوقات مقرر ہیں۔ نفلی عبادات میں خیرات انفاق فی سبیل جتنا چاہیں کریں کوئی پابندی نہیں لیکن اولاد کو بھوکا اور محتاج نہ رکھیں۔

تطوع اور بدعت

آج بعض لوگ ہر کام پر بلا امتیاز بدعت کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ حالانکہ مختلف ناموں سے خود بھی وہی کام کرتے ہیں۔ بدعت کے معنی سمجھنے کے لئے تطوع کے معانی جاننا ضروری ہے۔

تطوع کے معانی:

المفردات القرآن میں ہے، التطوع (تفعل) اس کے اصل معنی تو تکلیف اٹھا کر حکم بجالانا کے ہیں مگر عرف میں نوافل کے بجالانے یا خوشی سے کام کرنے کو تطوع کہتے ہیں۔

سورۃ البقرۃ میں ہے "وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا..." (آیت نمبر:۱۵۸) "اور جو کوئی شوق سے اپنی طرف سے نیکی کرے"۔ یعنی اس کے معنی ہیں تھوڑی سی تکلیف اٹھا کر، اس میں دل کی رضامندی تو بہرحال ہوگی۔ لیکن اس میں اگر تھوڑی سی مشقت بھی اٹھانی پڑے (جو قابلِ برداشت ہو) تو ایسا عمل صغیر بھی کر لینا چاہئے۔

سورۃ المائدۃ میں ہے: فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ (آیت نمبر:۳۰) "اس کے نفس یا اس کے جذبات نے اسے اس امر پر آمادہ کر لیا یا راضی کر لیا"۔

"طَوَّعَتْ" کا صیغہ "اطاعت" سے زیادہ بلیغ ہے اور طَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ کا محاورہ تَابَتْ عَنْ كَذَا نَفْسُهُ کے بالمقابل استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں کہ اسے یہ کام کرنا گوارا نہیں ہے۔ جبکہ تَطَوَّعَ كَذَا کے معنی ہیں کہ اس نے رضامندی سے اس کام کے لئے تکلیف اٹھانا گوارا کر لیا ہے۔

ایک سائل کا اسلام کے بارے میں سوال اور تطوع:

حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک شخص رسول اللہ

ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اُس شخص کا تعلق نجد کے علاقہ سے تھا۔ اُس کے سر کے بال پریشان تھے۔ اُس کی گنگناہٹ کی آواز سنائی دیتی تھی۔ مگر اُس کا کلام سمجھا نہ جاتا تھا' یہاں تک کہ وہ قریب آیا تو معلوم ہوا کہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے اسلام کے بارے میں سائل کو درج ذیل تفصیل ارشاد فرمائی:

(۱)۔ خَمْسُ صَلَوٰتٍ فِی الْیَوْمِ وَ اللَّیْلَةِ

(۲)۔ صِیَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ اور

(۳)۔ ذُكِرَ لَهُ الزَّكٰوةِ۔

''(۱) ایک دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں' (۲) ماہِ رمضان المبارک کے روزے اور (۳) (سال میں ایک مرتبہ) زکوٰۃ''۔

جب آپ ﷺ نے اُسے فرمایا: ایک دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں تو سائل نے عرض کیا: هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهُنَّ؟ ''کیا ان نمازِ پنجگانہ کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی نماز فرض ہے''؟ تو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ ''نہیں مگر جو تو تطوع کرے''۔

جب آپ ﷺ نے فرمایا، رمضان المبارک کے مقدس مہینہ کے روزے فرض ہیں' تو سائل نے عرض کیا: هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهٗ؟ ''کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی روزے فرض ہیں؟ تو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ ''نہیں مگر جو تو تطوع کرے''۔

پھر آپ ﷺ نے زکوٰۃ کا ذکر فرمایا' تو سائل نے عرض کیا: هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهَا؟ ''کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ فرض ہے؟ تو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ ''نہیں مگر جو تو تطوع کرے''۔

(حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) وہ سائل مذکورہ بالا ارشادات مقدسہ سننے کے بعد واپس ہوا اور جاتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی قسم میں اس پر زیادہ نہ کروں گا اور نہ ہی اس سے کمی کروں گا۔ تو رسول کریم رؤف

ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَفْلَحَ الرَّجُلُ اِنْ صَدَقَ "یہ شخص کامیاب ہوا اگر اس نے سچ کہا ہے"۔[1]

سائل کے سوال پر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی فرضیت کے بارے میں ارشاد مبارک فرمایا' جب سائل نے ان فرائض کے علاوہ مزید پوچھا' تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ "نہیں مگر جو تو تطوع کرے"۔

اس سائل نے اس وقت سوال عرض کیا جبکہ ابھی حج فرض نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ سوال میں حج کا ذکر نہیں ہے۔

اگر یہاں آپ غور کریں تو پتا چلے گا کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے تطوع نفل اور زائد عبادت کے معنوں میں ارشاد فرمایا ہے۔ اس حدیث شریف کا جس جس صاحب نے بھی ترجمہ کیا ہے اُس نے تطوع کے معنی نفل ہی کئے ہیں۔

ایک واقعہ:

حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' مجھے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مصدق بنا کر بھیجا۔ میں ایک شخص کے پاس سے گزرا۔ جب اُس نے اپنا مال اکٹھا کیا تو اُس پر سوائے بنت مخاض کے زکوٰۃ واجب نہ ہوئی۔ میں نے کہا بنت مخاض؟ (یعنی اُونٹنی کی چھوٹی سی بچی دے) تجھ پر زکوٰۃ میں یہی لازم ہے۔ فرمایا بنت مخاض کس کام کی' نہ دودھ دے اور نہ اُس پر سوار ہوسکیں، یہ لو ایک اُونٹنی جو جوان، بڑی اور موٹی ہے۔ میں نے کہا میں تو یہ نہ لوں گا۔ جس کے لینے کا حکم نہیں دیا گیا۔ البتہ رسول اللہ ﷺ قریب ہی تشریف رکھتے ہیں، اگر تم چاہو تو اُن کے پاس جا کر یہ بیان کرو۔ اگر آپ ﷺ منظور فرمالیں تو میں اِسے لے لوں گا' ورنہ واپس کر دوں گا۔ اُس نے کہا: اچھا میں چلتا ہوں۔ چنانچہ وہ اُس اُونٹنی کو لے کر میرے ساتھ

[1] بخاری جلد ۱ ص ۱۱' ابوداؤد جلد ۱ ص ۶۲' مشکوٰۃ ص ۱۲' صحیح ابن خزیمہ جلد ۲ ص ۳۰۶ (مختصراً) نسائی جلد ۱ ص ۹۷' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۳۶۱' مسلم جلد ۱ ص ۳۰۔

چلا، جب ہم (دونوں) رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس آئے تو اس شخص نے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا، یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ کا قاصد میرے پاس میرے مال کی زکوۃ لینے کے لئے آیا۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی قسم اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ اور اُن کا قاصد میرے مال کے پاس نہ آئے۔ میں نے اپنا مال (رسول اللہ ﷺ کے لئے) جمع کیا تو قاصد نے کہا تم پر صرف بنت مخاض لازم ہے اور بنت مخاض نہ دودھ دیتی ہے اور نہ ہی سواری کے قابل ہے۔ اس واسطے میں نے اُن کو ایک جوان، بڑی اور موٹی اُونٹنی پیش کی تو اُنہوں نے لینے سے انکار کردیا۔ یہ وہ اُونٹنی ہے اَب میں اِسے آپ ﷺ کے پاس لے کر آیا ہوں آپ ﷺ اِس کو لے لیجئے۔ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاکَ الَّذِیْ عَلَیْکَ فَاِنْ تَطَوَّعْتَ بِخَیْرٍ اٰجَرَکَ اللّٰهُ فِیْهِ وَقَبِلْنَاهُ مِنْکَ ''تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھ پر واجب تو یہی (بنت مخاض) ہے مگر جو تو بخوشی اس کو دیتا ہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) تجھے اجر عطا فرمائے گا اور ہم قبول کرلیں گے''۔ اُس شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) تو آپ ﷺ پھر لے لیجئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس (اُونٹنی) کے لینے کا حکم فرمایا اور اُس کے مال میں برکت کے لئے دُعا فرمائی۔ [۲]

مذکورہ بالا گفتگو سے یہ پتا چلا کہ تطوع وہ عمل ہوتا ہے جو رضامندی سے سر انجام دیا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی دو آیات مبارکہ میں ایسا ہی ارشادِ عظیم ہوا ہے۔

۱۔ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا (البقرۃ:۱۵۸)

۲۔ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهُ (البقرۃ:۱۸۴)

اِن دو آیات مبارکہ کا ہر ایک مترجم نے ترجمہ کرتے ہوئے یہ وضاحت کر دی کہ تَطَوَّعَ وہ کام ہوتا ہے جو دل کی خوشی سے یا برضا ورغبت کیا جائے۔ تراجم ملاحظہ ہوں۔

---

[۲] ابوداؤد جلد ا ص ۲۳۰' کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۲۳۴۔۱۵۹۵۹۔

"وہر کہ برغبت خود بجا آرد نیکی" (شیخ سعدی شیرازی)

"وہر کہ نیکی بجا آرد"۔ (شاہ ولی اللہ)

"اور جو کوئی خوشی سے بھلائی کرے"۔ (شاہ رفیع الدین)

"اور جو کوئی شوق سے کرے کچھ نیکی"۔ (شاہ عبدالقادر)

"اور جو شخص خوشی سے کوئی امر خیر کرے"۔ (اشرف علی تھانوی)

"اور جو کوئی اپنی خوشی سے کرے کچھ نیکی"۔ (محمود الحسن)

"جو شخص اپنی خوشی سے نیک کام کرنا چاہے"۔ (حافظ نذیر احمد دہلوی)

"اور جو اپنے شوق سے کرے کوئی نیکی" (عاشق الٰہی میرٹھی)

"جو کوئی نفلی طور پر زیادہ نیکی کرے" (وحید الزماں)

"اور جو کوئی نیک کام کرے"۔ (فتح محمد جالندھری)

"اور جو کوئی خوشی خوشی نیکی کرے"۔ (عبدالماجد دریابادی)

"اپنی خوشی سے بھلائی کرنے والا"۔ (محمد جونا گڑھی)

"پھر جو کوئی شوق سے نیکی کرے"۔ (ثناء اللہ امرتسری)

"اور جس نے نیکی کو رغبت سے ادا کیا"۔ (امیر علی)

"اور جو برضا و رغبت کوئی بھلائی کا کام کرے"۔ (مودودی)

"اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے"۔ (احمد رضا بریلوی)

چند انگریزی تراجم:

"But who so doth good of his own accord" (Maramaduke Pickthal)

"Anyone who does good on his own". (Dr. Hanif Akhtar Fatmi Qadri Naushahi)

"And if anyone obeyeth his own impuls to good". (Abdullah Yusuf Ali)

"And who so voluntarily performs some good

deeds". (Dr. Abdul Majid Aoulakh)

"Who Does any good with a willing heart" (Moududee).

مذکورہ بالا تراجم کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تطوع فرض، واجب یا سُنّت عمل نہیں بلکہ وہ عمل ہے جو ایک مسلمان دلی خوشی سے، برضا و رغبت یا رضا کارانہ طور پر، اپنی مرضی سے، دل کی کشادگی سے، اپنی طرف سے، اپنی خواہش سے کرے، اسے تطوع کہتے ہیں۔

ایسے عمل کے خلاف بات کرنے والے کے بارے میں قرآن مجید میں ربّ ذوالجلال والاکرام کا ارشادِ عظیم ہے: اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَیَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۞ [۳] "وہ جو عیب لگاتے ہیں اُن مسلمانوں کو جو دل سے (خوشی سے، برضا و رغبت) خیرات کرتے ہیں اور اُن کو جو (مال و زر) نہیں پاتے مگر اپنی محنت سے، تو اُن سے (منافقین) ہنستے ہیں۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُن کی ہنسی کی سزا دے گا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے"۔

محولہ بالا آیتِ مبارکہ میں اَلْمُطَّوِّعِیْنَ انہیں کہا گیا ہے جو خوشی دینے والے، اپنی دلی رغبت سے دینے والے ہیں۔ فِی الصَّدَقٰتِ سے مراد ہے خیرات زیادہ دینا یعنی اپنے دل کی خوشی سے خیرات میں زیادہ مال دینے والے۔

اس آیتِ پاک میں نفلی صدقات دینے والے مسلمانوں (یعنی اَلْمُطَّوِّعِیْنَ) پر منافقین کی طعن و تشنیع کا ذکر ہے۔ منافقین ایسے بدخصلت لوگ ہیں کہ ان کی زبان سے کوئی بھی نہیں بچتا۔ یہ عیب جو، بدگو لوگ اتنے بُرے ہیں اگر کوئی شخص بڑی رقم دے تو یہ اُسے ریاکار کہنے لگتے ہیں اور اگر کوئی مسکین اپنی مالی کمزوری کی بناء پر تھوڑا مال دے تو ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں، لو اس کی

[۳] التوبہ: ۷۹

اس حقیر چیز کی اللہ تبارک وتعالیٰ کو کیا ضرورت ہے؟

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں' ہمیں صدقہ کرنے کا حکم ہوا۔ ہم لوگ محنت مزدوری کرتے تھے۔ لوگوں کا بوجھ اٹھا کر ان کی منزل تک پہنچاتے تھے۔ حضرت ابو عقیل (رضی اللہ عنہ) نے آدھا صاع یعنی تقریباً دو سیر اور ایک شخص نے اس سے زیادہ دیا تو منافق کہنے لگے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو اس کے صدقہ کی کچھ پرواہ نہیں ہے اور دوسرے نے تو صرف دکھانے ہی کو صدقہ دیا ہے۔ ۴

تفسیر مظہری میں زیر آیت تحریر ہے:

"رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خیرات کرنے کی ترغیب دی۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم لا کر پیش کئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے، چار ہزار خدمتِ گرامی میں حاضر کر دیئے ہیں۔ آپ ﷺ انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں تقسیم کر دیں۔ چار ہزار اپنے اہل وعیال کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ فرمایا: جو کچھ تم نے دیا اور جو کچھ روک لیا، اللہ (تبارک وتعالیٰ) سب میں برکت عطا فرمائے"۔ ۵

اس روز حضرت عاصم رضی اللہ عنہ بن عدی عجلانی نے دو وسق چھوہارے دیئے۔ حضرت ابو عقیل انصاری رضی اللہ عنہ نے ایک صاع چھوہارے پیش کئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) رات بھر پانی کھینچ کر میں نے دو صاع کی مزدوری کی تھی۔ ایک صاع گھر والوں کے لئے چھوڑ آیا ہوں، ایک صاع حاضر خدمت کر دیئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ چھوہارے تمام مال صدقات کے ڈھیر پر بکھیر دینے کا حکم دیا۔ اس پر منافقوں نے طنز کیا۔ کہنے لگے عبدالرحمن اور عاصم نے جو کچھ دیا وہ ریا کاری کے لئے ہے اور ابو عقیل کا ایک صاع ناقابل قدر ہے اس کی اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو کوئی ضرورت نہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس کی مفلسی کا تذکرہ آ جائے اور مال خیرات میں سے اس کو کچھ مل جائے تو اس پر

---

۴ قرطبی جلد ۳ جز ۸ ص ۱۳۷' ابن کثیر جلد ۱ ص ۳۲۷۔ ۵ ابن کثیر جلد ۲ ص ۳۲۲' تفسیر مظہری' تفسیر در منثور جلد ۳ ص ۲۴۹۔۲۵۱' مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۳۲۔

سورۂ توبہ کی آیتِ مبارکہ نمبر ۷۹ نازل ہوئی۔

اپنے دل کی خوشی سے، اپنی طرف سے، اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں خرچ کرنا تطوع کہلاتا ہے اور تطوع کرنے والوں کا مذاق اُڑانے والوں کے لئے اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُس عذاب کی وعید سنائی ہے۔ جو منافقین کو دیا جائے گا کیونکہ یہ مذاق اُڑانے والے منافقین کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔

کتبِ اَحادیث میں محدثین نے تطوع سے مراد نفل لئے ہیں اور اپنی اپنی کتابوں میں بَابُ التَّطَوُّع کے عنوان سے ابواب باندھے ہیں۔ [۶]

جس حدیثِ پاک کی تشریح میں یہ سلسلہ بحث چل رہا ہے اس حدیث پاک میں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اسلام نماز پنجگانہ، روزے اور زکوٰۃ ادا کرنا ہے اور اس کے علاوہ تطوع۔

مثلاً ایک شخص نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے۔ ان کی ادائیگی کے بعد اگر وہ مزید نفل اور نفلی نمازیں ادا کرتا ہے جیسے تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد، اشراق، چاشت، اوابین، تہجد، صلوٰۃ تسبیح یا ظہر کی نماز کے بعد دس بیس نوافل مغرب اور عشاء کے بعد دس بیس نوافل، شکرانہ، نماز توبہ وغیرہ وغیرہ تو یہ ادا کرنے والے کی اپنی خوشی اور مرضی ہے۔ شریعتِ مطہرہ کی طرف سے اس کے خلاف کوئی فتویٰ نہیں کہ وہ اتنے نوافل کیوں ادا کرتا ہے؟

اگر کوئی شخص ان نوافل کو ادا کرتا ہے تو اُسے ثواب حاصل ہوگا اور اگر کوئی شخص ان نوافل کو ادا نہیں کرتا تو وہ گنہگار نہیں ہے۔ ہاں البتہ ان نوافل کی ادائیگی سے روکنے والا گنہگار ہوگا۔

ایسے ہی اگر کوئی شخص رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ سوموار، جمعرات، ایامِ بیض، شوال المکرم کے چھ روزے، عاشورہ اور ان کے علاوہ آگے پیچھے روزے رکھتا ہے تو اس کو ثواب ہوگا اور جو نہیں رکھتا وہ گنہگار نہیں ہے۔ ہاں البتہ ان نفلی روزوں سے روکنے والا گنہگار ہوگا۔

---

[۶] بخاری جلد ۱ ص ۱۵۸۔۱۵۷۔۱۵۵۔۱۳۹۔۱۳۸۔۳۔۲۷۳' ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۱۔۱۸۵۔۱۸۰۔۱۷۹۔ ۱۳۳۔۹۷' ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۲۔۱۳۱۔۱۲۳۔۲۷۳' نسائی جلد ۱ ص ۳۔۲۷۳' مشکوٰۃ ص ۱۷۸۔۱۱۹۔

اسی طرح اگر کوئی شخص سال کے بعد اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردے اور پھر روزانہ یا گاہے بگاہے صدقات وخیرات کرتا رہے یا روزانہ دیگیں پکا پکا کر غرباء و مساکین کو تقسیم کرے یا بزرگانِ دین کو تحفہ نذرانہ پیش کرے یا ایصالِ ثواب کی نیت سے ایسا کرے تو اس کو گنہگار نہیں کہا جاسکتا بلکہ اس کو ثواب ہوگا اور جو شخص ایسے اعمال نہیں کرتا مگر زکوٰۃ ادا کرتا ہے اس پر دین کی مخالفت کا فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا۔ ہاں البتہ ان نیک اعمال سے روکنے والا یا طعن وتشنیع کرنے والا اسی برتاؤ کا حقدار ہوگا جس کا ذکر اوپر سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۷۹ کے بیان میں ہو چکا ہے۔

نفلی عبادات کے بجالانے والے دنیا میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی عنایات سے خوب حصہ حاصل کرتے ہیں اور کل قیامت کے دن ایسے لوگوں کو بڑی رعایتیں حاصل ہوں گی۔ جس کا ذکر ذیل میں رقم حدیث شریف سے ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلٰوتُهُ فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَاِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِیْضَةٍ شَیْئًا قَالَ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَیُکَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِیْضَةِ ثُمَّ یَکُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلٰی ذٰلِکَ ؎

''قیامت کے دن بندے کے اعمال سے سب سے پہلے جس عمل کا حساب ہوگا وہ نماز ہے پس اگر نماز درست ہوئی تو نجات پا گیا اگر خراب ہوئی تو خراب ہوا اور نقصان پایا۔ پس اگر فرض کم ہو جائیں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا' دیکھو کیا تیرے پاس نوافل ہیں تو ان کے نوافل کے ذریعے فرائض کی کمی کو پورا کیا جائے گا پھر تمام اعمال کا یہی طریقہ ہوگا یعنی نفلی عبادت سے فرض عبادات پوری کی جائیں گی''۔ السنن الکبریٰ للبیہقی اور نسائی شریف میں اس مضمون کی تین تین روایات

؎ درمنثور جلد۱ص۲۰۹' نسائی جلد۱ص۱۸۱' الترغیب والترہیب جلد۱ص۲۴۴' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ص۳۸۷' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۳۳۰۔

ہیں جن کے راوی حضرت ابو ہریرہ اور حضرت تمیم الداری رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں اور جن میں تطوع عبادات کا ذکر ہے جن سے مراد وہ عبادات ہیں جو کوئی بندہ مسلمان اپنی خوشی سے برضا و رغبت سے بجالاتا ہے۔

تطوع اور بدعت:

تطوع وہ نیک کام ہے جو کوئی ایمان والا برضا و رغبت، دل کی خوشی سے اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی فرمانبرداری میں کرتا ہے۔ اچھا کام جب بھی کیا جائے وہ اچھا ہی ہوتا ہے۔ مثلاً امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جمعۃ المبارک کے دن دوسری اذان کا طریقہ رائج کرنا۔ حجاج بن یوسف کا قرآن مجید پر اعراب لگوانا وغیرہ وغیرہ۔

غیر مقلدین نے اپنی بدعات کی ایجادات صحیح ثابت کرنے کے لئے بدعت کے لفظ کے اطلاق کی بجائے مصالح مرسلہ یا مشاکلہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں تاکہ عوام الناس کی توجہ ان بدعات سے ہٹائی جاسکے جن کے وہ خود مرتکب ہوتے ہیں۔ جب کہ اہلسنت وجماعت، ان کاموں کو جو جائز اور اچھے ہیں تطوع میں شمار کرتے ہیں۔

بدعت وہ نیا کام ہوتا ہے جو دینی عقائد کو خراب کرے۔ جب کہ اذان اور اعراب سے دینی عقائد میں کسی قسم کا کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا۔

پھر لفظ بدعت لغوی معنوں میں استعمال کرنے سے بھی دینی عقائد میں کسی قسم کی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی جس کی مثال بخاری شریف جلد اص ۲۶۹ میں موجود ہے، ملاحظہ ہو:

حضرت عبدالرحمان بن عبدالقاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

''میں رمضان (المبارک) کی رات (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف گیا تو لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے تھے کوئی شخص تنہا نماز پڑھتا، کوئی نماز پڑھتا ہے اور اس کے ساتھ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) عمر (فاروق) رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے اگر میں

اِن سب کو ایک قاری پر متفق کر دوں تو بہت ہی اچھا ہوگا۔ پھر انہوں نے یہ عزم کر لیا اور اُن کو (حضرت) ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) پر متفق کیا۔ پھر میں دوسری رات اُن کے ساتھ باہر نکلا اور لوگ اپنے قاری کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے (امیر المومنین حضرت سیدنا) عمر (فاروق) رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ** "یہ بدعت اچھی ہے۔" رات جس میں وہ سوئے رہتے ہیں اس سے بہتر ہے جس میں کھڑے رہتے ہیں اُن کی مراد رات کا آخری حصہ تھا اور لوگ رات کے پہلے حصے میں کھڑے ہوتے تھے"۔ ؎

یہ حدیث شریف شرح السنۃ (جلد ۲ ص ۵۱۰) اور موطا امام مالک (ص ۹۷) میں بھی ہے۔ صاحب مشکوٰۃ نے اسے (بَابُ التَّرَاوِیح ص ۱۱۵) میں نقل کیا ہے۔ صحیح بخاری میں الفاظ ہیں: **نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ** جب کہ باقی تینوں کتابوں میں **نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ** کے الفاظ ہیں۔ مگر معنی دونوں صورتوں میں ایک ہی ہیں کہ "یہ بڑی اچھی بدعت ہے"۔

نوٹ: امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ **یہ اچھی بدعت ہے** اس لئے ہے کہ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانۂ حیات میں سوائے تین راتوں کے نماز تراویح باجماعت نہیں پڑھی گئی اور اس طرح خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں باجماعت نماز تراویح نہیں پڑھی گئی۔ چونکہ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے باقاعدہ طور پر نماز تراویح کا باجماعت آغاز کروایا۔ اس لئے آپ نے اسے **اچھی بدعت فرمایا**۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو معلوم نہیں تھا کہ **کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ** "ہر بدعت گمراہی ہے"۔

غیر مقلدین لکھتے ہیں: "عموماً کہا جاتا ہے کہ فلاں کام اچھا ہی ہے، آخر اس میں حرج کیا ہے؟ قرآن ہی تو پڑھا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ اگر..... یہ دلیل کر لی جائے تو دین میں کوئی اچھا کام کرنے میں آخر کیا حرج ہے؟ یا اچھے کام کو بدعت نہیں کہا جا سکتا تو

؎ مسند احمد جلد ۶ ص ۵۵' مسلم جلد ۲ ص ۲۷۶۔

پھر بتلایا جائے کہ آخر بدعت کسے کہتے ہیں؟ اور رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے جس کام سے بچنے کی اتنی تاکید فرمائی ہے اور جسے بدعت کا نام دیا ہے وہ آخر کیا ہے؟''۔
(ترجمان غیر مقلدین ہفت روزہ ''الاعتصام'' جلد ۳۱ شمارہ ۳۹ ۱۱ اپریل ۱۹۸۰)

آج کے مسلمانوں کے مقابلہ میں جنہوں نے ہر بات لکھی لکھائی پائی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ خوش بخت انسان ہیں جنہوں نے ایک تو نور ایمان سے روشن آنکھوں سے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا دیدار کیا ہے اور دوسرے تمام احکامات کا نفاذ اور عملی نمونہ اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمایا نیز اپنی مقدس زندگیوں پر اُن کا اطلاق کیا ہے۔ اُن میں سے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب ایک عمل کو نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ یا نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ فرماتے ہیں تو فیصلہ انصاف سے کرنا چاہئے کیا ہم لوگ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ارشادات مقدسہ سے زیادہ باخبر ہیں یا وہ عظیم ہستیاں؟

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور اُن کے مقام و عظمت کا پہلے اندازہ ہونا چاہئے پھر اُن کی گفتگو کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ہستی کے بارے میں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ارشادات مقدسہ کا مطالعہ کرلیں تاکہ اُن کی ذات وبات کا اندازہ ہو سکے وہ کس مقام پر بول رہے ہیں؟

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر الہام ہوتا ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَقَدْ كَانَ فِيْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ يَّكُ فِيْ اُمَّتِيْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ [۹] ''تم سے پہلی امتوں میں الہام والے لوگ تھے۔ اگر میری امت میں کوئی ہوا تو وہ (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں''۔

---

۹ بخاری جلد ۱ ص ۵۲۱ حدیث نمبر ۳۶۸۹، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۰۳۵، مسلم حدیث نمبر ۳۶۸۹، ترمذی جلد نمبر ۶ حدیث نمبر ۳۶۹۳، ۳۹۲۲، مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۱۷۹۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: قَدْ كَانَ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ يُكَلَّمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُمَرُ [۱۰] ''تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے لوگ گزر چکے ہیں جن سے فرشتے باتیں کرتے تھے (اُن کو الہام ہوتا تھا) میری اُمت میں ایسا کوئی ہو تو وہ عمر (رضی اللہ عنہ) ہوں گے''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے شیطان بھاگتا ہے:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ [۱۱] ''قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے شیطان جب تم کو ایک راستے پر چلتا دیکھتا ہے تو وہ اس راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے چلتا ہے''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دین:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوا عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ اجْتَرَّهُ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الدِّينُ [۱۲] ''جب میں سورہا تھا تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ مجھ پر پیش کیے جارہے ہیں جن پر قمیصیں ہیں۔ بعض وہ ہیں جو سینوں تک پہنچتی ہیں بعض اس سے بھی کم اور مجھ پر عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) پیش کیے گئے اس حال میں کہ اُن پر قمیص ہے، جسے وہ کھینچ

۱۰: بخاری جلد۱ ص ۵۲۱۔ ۱۱: بخاری جلد۱ ص ۵۲۰' مسند احمد جلد۱ ص ۱۷۱' مسلم جلد۲ ص ۲۷۶' مسند احمد جلد۱ ص ۱۸۷' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۰۳۶' مرقاۃ جلد۱۱ ص ۱۸۱۔ ۱۲: مسند احمد جلد۳ ص ۸۶' قرطبی جلد۶ جز ۱۲ ص ۲۰۲' بخاری جلد۱ ص ۵۲۱' شرح السنۃ جلد۷ ص ۱۸۵' مسلم حدیث نمبر ۲۳۹۰' ترمذی حدیث نمبر ۲۲۸۵' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۰۳۸' نسائی حدیث نمبر ۵۰۱۱' مرقاۃ جلد۱۱ ص ۱۸۵۔

رہے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اس کی تعبیر کیا ہے؟ فرمایا: دین۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا علم:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: **بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ شَرِبْتُ يَعْنِي اللَّبَنَ حَتّٰى اَنْظُرَ اِلَى الرِّيِّ يَجْرِيْ فِيْ ظُفُرِيْ ثُمَّ اَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمُ** [۱۳] "جب میں سو رہا تھا تو میرے پاس دُودھ کا ایک پیالہ لایا گیا۔ میں نے پی لیا حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ سیرابی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا (دودھ حضرت) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کو دے دیا۔ لوگوں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ نے اس کی کیا تعبیر دی ہے؟ فرمایا: علم۔

پچھلے صفحات میں آپ یہ پڑھ چکے ہیں جب امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر (بن خطاب) رضی اللہ عنہ ایک عمل کو **نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ یا نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ** فرماتے ہیں تو اُن کے ارشاد پر اُن کی عظمت، مقام اور شخصیت کو پیش نظر رکھ کر غور کرنا چاہئے۔ نیز یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُن کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟ اسی سلسلہ میں چار اَحادیث مبارکہ بیان کی گئی ہیں جن میں اس بات کا ذکر ہے کہ (۱)۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ پر الہام ہوتا تھا، (۲)۔ اُن سے شیطان بھاگتا تھا، (۳)۔ اُن کا دین اور (۴) اُن کا علم کس مرتبہ کا تھا؟ اُن کے بارے میں یہاں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے مزید ارشادات نقل کئے جاتے ہیں۔ پھر اُن کے اس فرمان پر **نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ یا نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ** پر گفتگو ہوگی۔

---

[۱۳] بخاری جلد ۱ ص ۵۲۰' مسلم جلد ۲ ص ۲۷۴' دارمی جلد ۲ ص ۱۲۸' ترمذی حدیث نمبر ۳۲۲۸' مسند احمد جلد ۲ ص ۱۰۸' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۰۳۹' مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۱۸۶۔

امیرالمؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ حق بولتے ہیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِہٖ [۱۴] "بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے حق کو (امیرالمؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان پر وضع فرمادیا ہے وہ ہمیشہ حق ہی بولتے ہیں"۔

امیرالمؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق جاری ہوا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ [۱۵] "بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے (امیرالمؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان اور دل پر حق جاری فرمایا"۔

امیرالمؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بات سے دِل کو سکون:

امیرالمؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے، فرماتے ہیں: کُنَّا نُبْعِدُ اَنَّ السَّکِیْنَۃَ تَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ [۱۶] "حضرت محمد ﷺ کے ہم تمام صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو اس بات میں کچھ شک نہیں کہ ہم سب کو (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کے ارشاد پر دِلی سکون میسر آتا ہے"۔

حق امیرالمؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوتا ہے:

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں،

---

[۱۴] ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۰۸، مسند احمد جلد ۷ ص ۸۲۷، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۱۸۳، مشکوٰۃ ص ۵۵۷ حدیث نمبر ۶۰۳۳، تاریخ الخلفاء ص ۹۲، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۹۶۲، مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۱۸۹۔ [۱۵] مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۳۰، تاریخ الخلفاء ص ۹۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۰۱۔ ۵۳، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۶۶، ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۹ حدیث نمبر ۳۶۸۲، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۹۳، مشکوٰۃ ص ۵۵۷، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۰۳۲، مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۱۸۹۔ [۱۶] تاریخ الخلفاء ص ۹۳، مشکوٰۃ ص ۵۵۷، ص ۹۳، کنزالعمال حدیث نمبر ۳۲۷۱۵، فتح الباری جلد ۷ ص ۱۱۶۔

رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اَلْحَقُّ بَعْدِیْ مَعَ عُمَرَ حَیْثُ کَانَ** [۱۷] ”میرے بعد حق (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ رہے گا خواہ وہ کہیں ہوں“۔

اگر کوئی نبی ہوتا؟

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ** [۱۸] ”اگر میرے بعد (کوئی) نبی ہوتا تو (حضرت) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہوتے“۔

(ان خوبیوں، عظمتوں اور علم نبوت کے وارث، وہ عظیم انسان، جن کی زبان سے حق بولتا ہے اور اُن کا کلام الہامی کلام ہے۔ یہ ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ)۔

غیر مقلدین کے ترجمان ہفت روزہ ”الاسلام“ کے ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۰ء کے شمارہ نمبر ۴۰ اور جلد ۱۷ کے صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے:

”نماز تراویح کو بدعت کہنا درست نہیں کیونکہ یہ بدعت تب ہوتی جب اس کا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے کوئی ثبوت ہی نہ ہوتا۔ حالانکہ ایسا نہیں بلکہ دیگر کتب حدیث کے علاوہ خاص بخاری شریف میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی حدیث میں مذکور ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے تین دن باجماعت تراویح پڑھائیں لیکن چوتھے دن آپ ﷺ تراویح کی جماعت کے لئے تشریف نہ لائے جس کا سبب یہ بتایا: ”اما بعد مجھے معلوم تھا تم یہاں جمع ہو لیکن میں ڈرا کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم سے (ادا) نہ ہو سکے“۔ (اس لئے میں باہر نہ آیا) پھر آپ ﷺ دنیا سے پردہ فرما گئے اور یہی کیفیت قائم رہی“۔

جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز تراویح باجماعت کا اہتمام کیا تو اُسے فرمایا: **نِعْمَ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ** ”یہ بدعت تو اچھی ہے“۔ (بخاری جلد ۱ ص ۲۶۹)

---

[۱۷] تاریخ الخلفاء ص ۹۳۔ [۱۸] مشکوٰۃ ص ۵۵۸ حدیث نمبر ۶۰۳۷' ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۹ حدیث نمبر ۳۶۸۶' مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۱۹۴' مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۹۲' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۶۸۔

صحیح بخاری کی اس حدیث شریف سے یہ پتا چلتا ہے کہ علم نبوت کے وارث نماز تراویح کی جماعت کو اچھی بدعت فرما رہے ہیں تو سوائے روافض کے، اسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور پوری اُمّت نے قبول کیا ہے۔

اسی ہفت روزہ الاسلام میں لکھا ہے:

"پھر جب نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ اس دُنیا سے تشریف لے گئے اور تراویح کی فرضیت کا خدشہ زائل ہو گیا تو فراست فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے الگ تراویح پڑھنے کی بجائے اتفاق و اتحاد کی برکت کے پیشِ نظر نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی سُنّت کے مطابق باجماعت ادائیگی کا اجراء فرمایا"۔

مذکورہ ہفت روزہ الاسلام نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے واضح ارشاد نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ کی شکل تبدیل کرنے اور نِعْمَ الْبِدْعَةُ یا بدعتِ حَسَنَةً یا اچھی بدعت کے نقشے کو بدلنے کے لئے من گھڑت تاویل کی ہے۔

"اور اپنے ارشاد میں بدعت کا جو لفظ استعمال فرمایا ہے وہ بھی اپنے معروف معنوں میں نہیں ہے بلکہ یہ مشاکلہ ہے جو کہ عربوں میں معروف تھا کہ ایسا لفظ استعمال کرنا جس سے اس کا اصل معنی نہیں بلکہ وہ دوسرا معنی مراد ہوتا ہے"۔

اگر کوئی ایسی بات تھی تو پھر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اسے نِعْمَ الْبِدْعَةُ کی بجائے مشاکلہ یا سُنَّةٌ حَسَنَةٌ کہنا چاہئے تھا جبکہ سُنّتِ حسنہ کا لفظ خود رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کا عطا کردہ ہے۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ [۱۹] "رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: "جو اسلام میں سُنّتِ حسنہ (اچھا

[۱۹] مشکوٰۃ ص ۳۳ حدیث نمبر ۲۱۰، مسند احمد جلد ۴ ص ۳۵۹، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۱۹، قرطبی جلد ۱ جز ۲ ص ۸۷ جلد ۴ جز ۸ ص ۸۸۱، مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۴۴، ترمذی حدیث نمبر ۲۶۷۵، مسلم حدیث نمبر ۱۰۱۷، نسائی حدیث نمبر ۲۵۵۴۔

طریقہ) رائج کرے اُسے اپنے عمل اوراُن کے عملوں کا ثواب ہے جو اس پر کار بند ہوں اُن کا ثواب کم ہوئے بغیراور جو اسلام میں (سنّت سیئہ) بُرا طریقہ ایجاد کرے، اُس پر اپنی بد عملی کا گناہ ہے اوراُن کی بد عملیوں کا جو اُس کے بعد اُن پر کار بند ہوں اس کے بغیر کہ اُن کے گناہوں سے کچھ کم ہو"۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سُنّتِ حسنہ کا لفظ ارشاد نہیں فرمایا بلکہ نِعْمَ الْبِدْعَةُ (یعنی بدعت حسنہ یا اچھی بدعت) کا جملہ ارشاد فرمایا تاکہ کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ کی حقیقت واضح ہو جائے کہ کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ سے مراد بدعتِ سیئہ ہے یا بدعت ضلالہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

بدعتِ ضلالہ یا بدعتِ سیئہ:

حضرت بلال ابن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّهُ مَنْ اَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي قَدْ اُمِيْتَتْ بَعْدِي فَاِنَّ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةَ ضَلَالَةٍ لَا يَرْضَاهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اَوْزَارِ النَّاسِ شَيْئًا [۳۰] "جو میری اُس سنّت کو جو میرے (دُنیا سے پردہ فرما جانے کے) بعد فنا کر دی گئی اُسے زندہ کرے گا اُسے اُن تمام لوگوں کے برابر ثواب ہوگا جو اُس پر عمل کریں گے اوراُن عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جو کوئی بدعت ضلالہ (یا بدعتِ سیئہ) ایجاد کرے گا جس سے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اوراُس کے رسول (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) راضی نہیں اس پراُن سب کے برابر گناہ ہوگا جو اس پر عامل ہوں گے۔ اُن کے گناہوں میں کمی نہ ہوگی"۔

نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس چیز کو ردفرمایا ہے؟

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے

[۳۰] شرح السنۃ جلد ا ص ۱۹۸، ابن ماجہ ص ۱۹، ترمذی جلد ۲ ص ۹۶ حدیث نمبر ۲۶۷۷، الترغیب والترہیب جلد ا ص ۹۱-۸۷، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۶۸، مرقاۃ جلد ا ص ۳۷۷۔

فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔ "جو ہمارے دین میں وہ طریقہ ایجاد کرے جو اس دین سے نہیں وہ مردود ہے"۔ [۴۱]

خیال رہے اَمْر سے مراد دینِ اسلام ہے اور مَا سے مراد عقائد ہیں یعنی جو شخص اسلام میں خلاف اسلام عقیدے ایجاد کرے وہ شخص مردود اور وہ عقائد بھی مردود جیسے خوارج، روافض وغیرہ۔ لَیْسَ مِنْهُ سے مراد قرآن مجید و حدیث مبارک اور سُنّتِ پاک کے مخالف یعنی جو کوئی دین میں ایسے عمل ایجاد کرے جو دین یعنی کتاب و سُنّت کے مخالف ہوں۔ جس سے سُنّت اُٹھ جاتی ہو۔ وہ ایجاد کرنے والا بھی مردود اور ایسے عمل بھی باطل جیسے جماعتِ جمعہ سے پہلے اَذان کے بعد اُردو میں خطبہ، فارسی زبان میں اَذان اور نماز پڑھنا۔

غیر مقلدین نے اپنے من گھڑت نظریات کی پاسبانی کے لئے ایک اور لفظ اختراع کیا ہے جسے وہ مصالح مرسلہ کہتے ہیں اس کی توجیہ یہ بیان کرتے ہیں:

"کہ بعض لوگ اَعرابِ قرآنِ مجید کو بدعت کہتے ہیں جبکہ یہ مصالح مرسلہ کے باب سے ہے کہ دینی امور میں سے کسی حرج کو رفع کرنے اور کسی ضروری اَمر کی حفاظت کے لئے کوئی اَقدام کرنا۔ لہٰذا حفاظتِ تلفظ کے لئے اَعراب ضروری تھا کیونکہ جس چیز کے بغیر کوئی واجب اَدا نہ کیا جاسکے وہ بھی واجب ہوتی ہے ان مصالح مرسلہ کی کئی دیگر مثالیں بھی موجود ہیں۔ مثلاً جمع و تدوین قرآن جو کہ عہد صدیقی و عہد عثمانی میں عمل میں آئی وہ بدعت کی قبیل سے ہرگز نہیں ہوسکتی کیونکہ حفاظتِ قرآن مسلمانوں پر واجب ہے اور یہ اُمور کمالیات و تحسینیات کے باب سے ہیں"۔ (ہفت روزہ "الاسلام" ترجمان غیر مقلدین شمارہ ۱۱۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء)

مقامِ غور ہے کہ اب اپنی بات درست ثابت کرنے کے لئے کمالیات اور تحسینیات کے اَلفاظ استعمال کئے جارہے ہیں۔ کیا خوب ہوتا کہ ان تمام الفاظ یعنی

---

[۴۱] بخاری جلد ۱ ص ۳۷۱، مسلم جلد ۲ ص ۷۷، دار قطنی جلد ۴ ص ۲۲۵۔ ۲۲۷، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۴۳، مشکوٰۃ ص ۲۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۲۵۱۔ ۱۵۰۔ ۱۱۹، مرآۃ جلد ۱ ص ۱۴۵۔

مشاکلہ، مصالح مرسلہ۔ کمالیات اور تحسینیات کی بجائے تطوع کا نام دیا جاتا اور سارے معاملات سلجھے رہتے۔ اہلسنت و جماعت تو قرآن مجید وحدیث مبارک کی اصطلاحات کے مطابق تطوع یا سنّت حسنہ یا بدعت حسنہ یا نعم البدعۃ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ جو لوگ اپنی من گھڑت تاویلات کے تابع ہیں انہیں ان الفاظ اور اصطلاحات سے بلاوجہ بے علمی کی بنیاد پر ناراضگی ہے۔

اسلامی عقائد و شعائر کے منکرین کے رد کے لئے اور اسلامی عقائد، شعائر اور اعمال کی حفاظت کے لئے اہلِ ایمان نے دینِ اسلام میں موجود حقیقتوں کی بانگ دہل اشاعت و ترویج شروع کی تو غیر مقلدین نے اپنے من گھڑت عقائد سے متصادم دیکھ کر اُسے بدعت و شرک کے عنوانات سے تعبیر کرنا شروع کر دیا۔ مثلاً مجالس عید میلاد النبی ﷺ، معراج النبی ﷺ وغیرہ کو۔

(ہفت روزہ الاسلام شمارہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۹ء) میں لکھا ہے:

"یہ صحیح ہے کہ نبی ﷺ کا وجودِ مسعود ایک نعمتِ عظمیٰ ہے اور یہ بھی درست ہے کہ شکرانِ نعمت واجب ہے مگر یہ کہاں لکھا ہے کہ ذکر و شکر کے لئے جلوس نکالنا، جلسے کرنا"۔

کیا یہ بات عید میلاد النبی ﷺ کے جلسوں اور جلوسوں کے لئے ہی کہی جاتی ہے یا سیرت النبی ﷺ کے جلسوں اور جلوسوں کے لئے بھی۔

غیر مقلدین سیرت النبی ﷺ اور جمعۃ المبارک کے عنوان سے بازاروں اور گلیوں میں اشتہار بازی اور بینر بازی کے ذریعے تشہیر کرتے ہیں۔ جیسا کہ ۲۴ دسمبر ۱۹۹۹ء کو موچی دروازے میں غیر مقلدین کے ایک لیڈر (حافظ محمد سعید صاحب) نے جمعۃ المبارک کی نماز پڑھانے کے لئے لاکھوں روپے بینرز لگانے اور اشتہار بازی پر برباد کیے۔ کیا رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین نے کبھی ذاتی تشہیر اور نماز جمعۃ المبارک کے لئے اس طرح پیسہ خرچ کیا ہے؟ پھر جب کسی اپنے نامزد شہید کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے تو اشتہار بازی کی جاتی ہے۔

نماز جنازہ سے پہلے اور بعد جلسہ کیا جاتا ہے۔ کیا اس کی نظیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور اور قرونِ ثلاثہ میں ملتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت شاہ نجاشی یا حضرت معاویہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نماز جنازہ پڑھائی تو کیا کوئی اشتہار چھاپہ گیا، بینر لگائے گئے، جلسے اور جلوس کا اہتمام کیا گیا جبکہ آپ ﷺ تو اُن کی میتوں کو اپنے مقام پر کھڑے دیکھ رہے تھے کیا یہ لوگ بھی دیکھتے ہیں؟

پھر کیا امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر، امیر المومنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر، امیر المومنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت پر، حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت پر، حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر، اور غزواتِ بدر، اُحد اور حنین کے شہداء کی شہادتوں پر یا دیگر شہدائے اسلام کی شہادتوں پر رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اشتہار بازی سے یا اشتہار بازی کے بغیر غائبانہ نماز جنازہ ادا کی ہے؟

بس اسی طرزِ عمل نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالا ہے کہ بعض لوگ جب خود ایسا کام کرتے ہیں جس کی نظیر موجود نہیں تو وہ اس کے باوجود شرک و بدعت نہیں۔ مگر جب وہی کام دوسرے لوگ کرتے ہیں تو وہ بدعت و شرک قرار پاتا ہے۔ مثلاً

سیرت النبی ﷺ کا جلسہ (توحید)۔ عید میلاد النبی ﷺ کا جلسہ (بدعت)۔ شہداء کشمیر کانفرنس (توحید)۔ شہداء کربلا کانفرنس (بدعت)۔ ختم بخاری کانفرنس (توحید)۔ ختم قرآن کانفرنس (بدعت)۔ میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جلوس (بدعت)۔ احتجاجی جلوس (توحید)۔ ختم نبوت کانفرنس (توحید)۔ جہاد فی سبیل اللہ سیمینار (توحید)۔

کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اجتماعات کئے اور اجتماعات کے بعد ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اظہارِ یک جہتی کیا؟ کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کسی اسلامی تقریب میں ہندو یا یہودی و عیسائی کی صدارت کروائی؟

کافر کے لیے ایصالِ ثواب نہیں

حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عاص بن وائل (یہ کافر تھا اُس) نے (اپنے بیٹوں کو) وصیت کی کہ (اُس کے مرنے کے بعد) اُس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں۔ چنانچہ اُس (کے ایک بیٹے (حضرت) ہشام (رضی اللہ عنہ جو قدیم الاسلام ہیں۔ مکہ مکرمہ میں ہی اسلام لے آئے تھے) نے اُس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیے۔ پھر اُس کے دوسرے بیٹے (حضرت) عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہ جو مشہور صحابی ہیں) نے ارادہ کیا کہ اُس کی طرف سے باقی پچاس غلام آزاد کر دوں تو اُنہوں نے کہا (پھر میرے دل میں خیال آیا) کہ میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ کر ہی ایسا کروں گا۔ چنانچہ وہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے باپ نے وصیت کی تھی (کہ اُس کے مرنے کے بعد) سو غلام آزاد کرنا۔ (حضرت) ہشام (رضی اللہ عنہ) نے اُس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیے ہیں اور پچاس باقی ہیں، تو کیا میں اُس کی طرف سے غلام آزاد کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اِنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهُ ذٰلِكَ** [1] ''اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اُس کی طرف سے غلام آزاد کرتے، صدقہ دیتے یا اُس کی طرف سے حج کرتے تو اُسے ان اعمال کا ثواب پہنچتا۔'' (اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ صدقہ کافر کے لیے مفید نہیں ہے۔ اور اُسے عذاب سے نجات نہیں دلائے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان کو مالی اور بدنی عبادتوں کا ثواب پہنچتا ہے)۔

---

[1] (ابوداؤد جلد۲ ص ۴۳، مشکوٰۃ ص ۲۴۴ عربی، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ ص ۲۷۹، المغنی لابن قدامہ جلد۳ ص ۵۲۱ مختصراً۔)

خلاصۂ کلام

قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلمان کے لیے مرنے کے بعد ایصالِ ثواب کی جتنی بھی صورتیں ہیں وہ سب جائز ہیں۔ مسلمان کو دُعا' اِستغفار' صدقات' خیرات' نفلی عبادات' قربانی' روزہ' حج' کپڑے' پھل' کھانا' تلاوتِ قرآنِ مجید اور دیگر اعمالِ صالح کا ثواب پہنچتا ہے۔ ایصالِ ثواب کی صورت قل شریف کی پڑھائی سے ہو یا تیجے یا دسویں دن کے اہتمام سے یا چالیسویں کے نام سے یہ تمام صورتیں اور معین ایام، سب کا مقصد ایصالِ ثواب ہے۔ جب دل میں کجی نہ ہو اور شعور بالغ ہو تو بات سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا صدقہ ہر کلمہ گو کو نورِ ایمان' عقلِ سلیم اور فہمِ دین نصیب فرمائے۔ آمین!

چالیسویں کے موقع پر

چالیسویں کی محفل کی غرض وغایت دُعا اور ایصالِ ثواب ہوتی ہے۔ اس موقعہ پر طرح طرح کے کھانے پکانا درست نہیں ہے۔ سادگی اور ون ڈش ہی کافی ہے۔ قرض لے کر ایسا کرنا بہت قبیح ہے۔ چالیسواں نفلی عبادت ہے، حج فرض ہے، حج قرض لے کر نہیں کیا جاتا۔ اس لئے برادری کو خوش کرنے کے لئے قرض لے کر دیگیں پکا کر چالیسویں کا اکٹھ کرنا درست نہیں ہے۔ جس کو استطاعت نہیں اُس کے لئے دُعا واستغفار کرنا ہی کافی ہے۔ صاحبِ استطاعت لوگوں کو ایسے مواقع پر اشاعتِ دین کا فریضہ ادا کرنا چاہئے۔ لوگوں میں دینی کتابیں تقسیم کرنی چاہئیں۔ مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) کی کتابیں۔ (۱) قل شریف کیا ہے؟ (۲) ایصالِ ثواب۔ (۳) چالیسواں کیا ہے؟ میلاد النبی ﷺ (۴) آداب دُعا اور اوقات قبولیت (۵) عظیم قرآنی دُعائیں (۶) والدین واولاد کے حقوق اور دیگر تصنیفات وتالیفات تبلیغی مقاصد کے لئے دستیاب ہیں، جو عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی کے لئے لکھی گئی ہیں انہیں تقسیم کریں۔

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک بی III گجر پورہ جاتہ سکیم لاہور

الداعی الی الخیر:

انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب

A-977 بلاک بی III گجر پورہ لاہور 042-3688002

http://www.seedharastah.com

منیر احمد یوسفی کی تالیفات

اشاعت دین اسلام کے لیے آپ اپنے عطیات اس بینک اکاؤنٹ میں بھی جمع کروا سکتے ہیں۔
بینک اکاؤنٹ نمبر 06180017185303 حبیب بینک شاد باغ لاہور۔

جامع مسجد نگینہ

977-A B-III گلبرگ III لاہور Ph: 042-36880027-28,0300-4274936
Web: www.seedharastah.com E-mail: info@seedharastah.com